ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 16 شمارہ 05

جنوری 2019ء - جمادی الاولیٰ 1440ھ

ماہنامہ التبلیغ راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبد السلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ .... 25 روپے

سالانہ .... 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

چوہدری طارق محمود بابر

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہوجانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ و چمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

Idara Ghufran

ترتیب و تحریر

صفحہ

آئینۂ احوال......وزیراعظم عمران خان صاحب کی موجودہ حکومت......مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط172)..........پاکیزہ چیز خرچ کرنے اور

خبیث چیز سے بچنے کا حکم..........// // 5

درسِ حدیث ... آخرت میں انبیاء وصلحاء کی شفاعت (دوسری وآخری قسط)...// // 13

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

''قریہ میں نمازِ جمعہ'' کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف..........مفتی محمد رضوان 19

افادات وملفوظات..........// // 30

قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنایئے..........مولانا شعیب احمد 34

ماہِ محرم: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..........مولانا طارق محمود 39

علم کے مینار: .. اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط4)......مفتی غلام بلال 41

تذکرۂ اولیاء:..........حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بعض دعائیں........مفتی محمد ناصر 47

پیارے بچو!..........پارک کی ایک سیر..........مولانا محمد ریحان 52

بزمِ خواتین ....شادی اور نکاح میں خواتین کے اختیارات (قسط4)......مفتی طلحہ مدثر 54

آپ کے دینی مسائل کا حل..........کعبہ کو دیکھنے کے

وقت دعاء کا حکم (قسط4)..........ادارہ 62

کیا آپ جانتے ہیں؟... صفائی ستھرائی (Cleanliness) کے آداب (قسط4)... مفتی محمد رضوان 78

عبرت کدہ ...... فرعون کا حضرت موسیٰ کو ہنر آزمائی کا چیلنج.....مولانا طارق محمود 81

طب وصحت.....''کَمْأَۃ'' سے متعلق بعض دیگر احادیث وروایات.....حکیم مفتی محمد ناصر 85

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........// // 88

اخبارِ عالم ...... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..........مولانا غلام بلال 90

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

وزیراعظم عمران خان صاحب کی موجودہ حکومت

ملک کے موجودہ وزیراعظم جناب عمران خان صاحب کی حکومت کو قائم ہوئے تقریباً پانچ ماہ کا عرصہ بیت چکا ہے، اور وزیراعظم جناب عمران خان صاحب کی طرف سے قیامِ حکومت کے بعد کا پیش کردہ سوروزہ پلان کا وقت بھی گزر گیا ہے، لیکن تبدیلی کا نعرہ لگانے والی عمران خان صاحب کی جماعت کی طرف سے ابھی تک ملک میں خاطر خواہ بہتر تبدیلی نہیں آ سکی۔

بلکہ اس کے برعکس اس وقت ملک میں بجلی اور گیس کی لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے عوام میں سخت مشکلات کی لہر قائم ہے۔

سابق وزیراعظم میاں محمد نواز شریف کے دورِ حکومت میں بجلی اور گیس کا بحران اس نوعیت کا نہیں تھا، جو کیفیت اس وقت عمران خان صاحب کے دورِ اقتدار میں موجود ہے۔

موجودہ دورِ حکومت میں مختلف اشیاء میں مہنگائی کا سلسلہ بھی قابو میں نہیں، ڈالر اور سونے کی قیمتوں میں ہوش رُبا اضافہ ہوگیا ہے، اور وزیراعظم جناب عمران خان صاحب کی طرف سے کیے جانے والے اقدامات کو دیکھ کر سرِ دست کوئی خاطر خواہ بہتر ائی کی نوید بھی نظر نہیں آتی۔

وزیراعظم جناب عمران خان صاحب کے دل و دماغ میں جو بات زور و شور سے چھائی ہوئی دکھائی دیتی ہے، وہ احتساب کا عمل ہے، لیکن سوال یہ ہے کہ جناب عمران خان صاحب کی حزبِ اقتدار جماعت میں جن لوگوں کے احتساب کی ضرورت ہے، ان کا احتساب کیوں نہیں ہوتا۔

جناب ثاقب نثار صاحب، جو کہ اَب سے پہلے تک ملک میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کے عہدے پر فائز تھے، اور ان کے متعلق بڑے حلقے کی رائے یہ تھی کہ وہ عمران خان صاحب کی موجودہ حکومت کے حامی اور جناب نواز شریف اور ان کی حکومت کے مخالف ہیں، وہ 17 جنوری 2019 عیسوی کو اپنے عہدے سے ریٹائرڈ ہو چکے ہیں، اور 18 جنوری 2019 عیسوی سے جناب آصف سعید کھوسہ صاحب نئے چیف جسٹس کے عہدے پر فائز ہو چکے ہیں، ممکن ہے کہ نئے چیف جسٹس

صاحب کی طرف سے غیر جانب دارانہ رویہ کی وجہ سے موجودہ حکومت کی بے جا طرف داری کا موجودہ تاثر ختم ہو جائے، لیکن اس میں شک نہیں کہ وطنِ عزیز کے قیام سے لے کر آج تک ہمارے سیاسی اور فوجی شعبوں میں مطلوبہ ہم آہنگی پیدا نہ ہو سکی، اوران حالات میں عدلیہ کے شعبے کا کردار بڑی اہمیت کا حامل رہا ہے۔

ملک کے ایک طبقے کی رائے یہ ہے کہ عدلیہ کی طرف سے جمہوری وسیاسی لوگوں کے متعلق فیصلوں میں عدلیہ کی آزادی کا عنصر کم رہا ہے، اوراس قسم کے بعض فیصلے عدلیہ کے بجائے بعض دوسری خفیہ طاقتوں کے زیرِ اثر ہوتے رہے ہیں۔

اس دعوے میں کتنی صداقت ہے، اس کا اصل فیصلہ تو قیامت کے دن ہی ہوگا، لیکن اب ہمیں اگلے چیف جسٹس صاحب کے فیصلوں اور طرزِ عمل کا انتظار کرنا چاہیے کہ وہ ملک وملت کے لیے کس قدر مفید ثابت ہو سکتے ہیں، اور وہ عدلیہ کے گزشتہ فیصلوں کے متعلق پیدا شدہ شکوک وشبہات کا کس قدر ازالہ کر سکتے ہیں۔

اسی کے ساتھ موجودہ حکومت کے آنے والے وقت کو بھی دیکھنا چاہیے کہ وہ ملک کے نظام کو کتنا بہتر کرنے میں کامیاب ہوتی ہے، یا پھر ناکامی کا سامنا کرتی ہے۔

ہماری دعاء تو یہی ہے کہ اللہ کرے کہ موجودہ حکومت ملک میں عدل وانصاف قائم کرے، اور ملک وملت کی ترقی کے لیے بہتر اقدامات کر کے اپنے دعوے کے مطابق مدینہ منورہ کی فلاحی ریاست کا نمونہ پیش کرے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

اقبال ٹریڈرز

ہمارے ہاں پلاسٹک، اسٹیل، آفس فرنیچر اور کمپیوٹر ٹیبل کی ورائٹی دستیاب ہے

اس کے علاوہ المونیم کی کھڑکیاں اور دروازے، سیلنگ، بلائنڈز، وال پیپر، ونائل فلورٹائل بھی دستیاب ہیں

بالمقابل چوک کوہاٹی بازار مری روڈ راولپنڈی

فون 5962705--5503080

(سورہ بقرہ: قسط نمبر 172، آیت نمبر 267، 268) مفتی محمد رضوان

پاکیزہ چیز خرچ کرنے اور خبیث چیز سے بچنے کا حکم

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِنْ طَیِّبٰتِ مَا کَسَبْتُمْ وَمِمَّآ اَخْرَجْنَا لَکُمْ مِنَ الْاَرْضِ،وَلَا تَیَمَّمُوا الْخَبِیْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ وَلَسْتُمْ بِاٰخِذِیْهِ اِلَّآ اَنْ تُغْمِضُوْا فِیْهِ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ حَمِیْدٌ. اَلشَّیْطٰنُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ وَیَاْمُرُکُمْ بِالْفَحْشَآءِ وَاللّٰهُ یَعِدُکُمْ مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (سورة البقرة، رقم الآیة ۲۶۷ و ۲۶۸)

ترجمہ: اے وہ لوگو جو ایمان لائے! خرچ کرو تم، ان پاکیزہ چیزوں میں سے جن کو تم نے کمایا، اوران چیزوں میں سے جن کو نکالا ہم نے تمہارے لیے زمین سے، اور نہ ارادہ کرو تم خبیث کا اس میں سے، کہ اس کو خرچ کرو تم، اور تم خود نہیں لوگے اس (خبیث) کو مگر یہ کہ تم چشم پوشی کرو، اس میں، اور جان لو تم کہ بے شک اللہ غنی ہے، حمید ہے۔
شیطان وعدہ کرتا ہے تم سے فقر کا، اور حکم دیتا ہے تم کو بے حیائی کا، اور اللہ وعدہ کرتا ہے تم سے مغفرت کا اپنی طرف سے، اور فضل کا، اور اللہ وسیع ہے، بہت علم والا ہے (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

مذکورہ دونوں آیات میں سے پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے راستے میں خرچ کرنے اور زکاۃ، صدقات وخیرات کے لیے یہ حکم فرمایا کہ جو تم نے کمایا، اس میں سے پاکیزہ مال کو خرچ کرو، جس سے طبیعتِ سلیمہ نفرت نہ کرے، پاکیزہ کے مفہوم میں حلال مال بھی داخل ہے، اور وہ مال بھی جو صاف ستھرا ہو، خراب اور ردی نہ ہو، اسی طریقہ سے جو اللہ نے زمین سے لوگوں کے فائدے کے لیے نکالا، مثلاً نباتات، غلہ جات، فصلیں، جس میں ''عشر'' بھی داخل ہے، اس میں سے بھی خراب اور ردی کے بجائے صاف ستھرا، جس سے طبیعتِ سلیمہ نفرت نہ کرے، وہ خرچ کرو، اور اس میں جو

خبیث یعنی حرام یا خراب اور ردی مال ہے، اس کو اللہ کے راستے میں خرچ کرنے کا ارادہ نہ کرو، اگر غیر ارادی طور پر کچھ خراب چیز ضمناً چلی جائے، لیکن خاص اس کو خرچ کرنے کا ارادہ نہ ہو، تو الگ بات ہے، اور خراب وردی چیز سے ایسی چیز مراد ہے کہ اگر وہ تمہیں کسی دوسرے کی طرف سے صدقہ یا ہدیہ وغیرہ کے طور پر حاصل ہو، تو تم اس کو قبول ومنظور کرنے کے لیے تیار نہ ہو، البتہ اگر چشم پوشی اور شرما حضوری میں قبول کرلو، تو الگ بات ہے۔

اور یاد رکھو کہ اللہ، غنی ہے، اسے تمہارے مال کی ضرورت نہیں، وہ تو تمہارے فائدے مثلاً مغفرت اور اجر وثواب ہی کے لیے تمہارے اوپر فضل واحسان کرتے ہوئے زکاۃ، صدقات وخیرات کا حکم فرماتا ہے، اور پھر اپنے فضلِ خاص سے اس کو قبول بھی فرماتا ہے، ورنہ تمام تعریفیں اس اللہ ہی کے لیے ہیں، اس میں کوئی محتاجی وغیرہ کا عیب نہیں، وہ ہر قسم کے عیب اور نقص سے پاک ہے۔

پھر اگلی آیت میں فرمایا کہ پاکیزہ اور اچھی چیز خرچ کرنے کی صورت میں شیطان تمہارے دل میں فقر وفاقہ کا وسوسہ اور خیال ڈال کر اور اس کے برعکس میں فقر وفاقہ سے حفاظت کا جھوٹا وعدہ کرتا ہے، اسی کے ساتھ، شیطان بے حیائی کے کاموں کا حکم کرتا ہے، اور اس کے برعکس، اللہ تم سے اپنی طرف سے مغفرت اور فضلِ خاص عطاء کرنے کا وعدہ فرماتا ہے، کہ پاکیز اور اچھی چیز خرچ کرنے پر مغفرت اور بہت بڑا اجر وثواب عطا فرماتا ہے۔

اور اللہ کے پاس مغفرت اور اجر وثواب کی کمی نہیں، بلکہ وہ بڑی وسعت وفراخی اور جود وکرم کا مالک ہے، اور اس کا علم بھی کامل ہے، اسے معلوم ہے کہ کس نے کیا چیز اور کس ارادہ سے دی؟ وہ اسی کے مطابق ہر ایک کے ساتھ معاملہ فرمائے گا۔

حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ قَالَ: نَزَلَتْ فِينَا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ، كُنَّا أَصْحَابَ نَخْلٍ فَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي مِنْ نَخْلِهِ عَلَى قَدْرِ كَثْرَتِهِ وَقِلَّتِهِ، وَكَانَ الرَّجُلُ يَأْتِي بِالْقِنْوِ وَالْقِنْوَيْنِ فَيُعَلِّقُهُ فِي الْمَسْجِدِ، وَكَانَ أَهْلُ الصُّفَّةِ لَيْسَ لَهُمْ طَعَامٌ، فَكَانَ أَحَدُهُمْ إِذَا جَاعَ أَتَى الْقِنْوَ فَضَرَبَهُ بِعَصَاهُ فَيَسْقُطُ

مِنَ البُسْرِ وَالتَّمْرِ فَيَأْكُلُ، وَكَانَ نَاسٌ مِمَّنْ لَا يَرْغَبُ فِي الخَيْرِ يَأْتِي الرَّجُلُ بِالقِنْوِ فِيهِ الشِّيصُ وَالحَشَفُ وَبِالقِنْوِ قَدْ انْكَسَرَ فَيُعَلِّقُهُ، فَأَنْزَلَ اللَّهُ تَبَارَكَ تَعَالَى: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ قَالُوا: لَوْ أَنَّ أَحَدَكُمْ أُهْدِيَ إِلَيْهِ مِثْلُ مَا أَعْطَى، لَمْ يَأْخُذْهُ إِلَّا عَلَى إِغْمَاضٍ أَوْ حَيَاءٍ .قَالَ: فَكُنَّا بَعْدَ ذَلِكَ يَأْتِي أَحَدُنَا بِصَالِحِ مَا عِنْدَهُ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۹۸۷) [1]

ترجمہ:”وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ “یہ آیت ہم انصار لوگوں کے متعلق نازل ہوئی، ہم لوگ کھجوروں والے تھے اور ہر شخص اپنی حیثیت کے مطابق تھوڑی یا زیادہ کھجوریں لے کر حاضر ہوتا۔ کچھ لوگ گچھا یا دو گچھے لا کر مسجد میں لٹکا دیتے، اور اصحابِ صفہ کے لیے کہیں سے کھانا مقرر نہیں تھا، اگر ان میں سے کسی کو بھوک لگتی، تو وہ مسجد میں لٹکے ہوئے گچھے کے پاس آتا اور اپنی لاٹھی مارتا، جس سے کچی اور پکی کھجوریں گر جاتیں اور وہ کھا لیتا، کچھ لوگ ایسے بھی تھے، جو خیرات دینے میں رغبت نہیں رکھتے تھے، وہ ایسا گچھا لا کر لٹکا دیتے، جس میں کچی اور خراب کھجوریں ہوتی تھیں، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ:

”يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ وَلَسْتُمْ بِآخِذِيهِ إِلَّا أَنْ تُغْمِضُوا فِيهِ“

(اس آیت کے نازل ہونے کے بعد) صحابۂ کرام نے کہا کہ اگر تم میں سے کسی کی طرف اس جیسی چیز ہدیہ کی جائے، جو اس نے دوسرے کو دی ہے، تو وہ چشم پوشی یا حیاء کے ساتھ ہی اس کو لینے پر مجبور ہوگا۔

---

[1] قال الترمذی:

هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ غَرِيبٌ صَحِيحٌ، وَأَبُو مَالِكٍ هُوَ: الغِفَارِيُّ وَيُقَالُ اسْمُهُ: غَزْوَانُ "وَقَدْ رَوَى الثَّوْرِيُّ، عَنِ السُّدِّيِّ، شَيْئًا مِنْ هَذَا.

حضرت براء کہتے ہیں کہ اس کے بعد ہم میں سے ہر آدمی اچھی چیز لے کر آتا (ترمذی)

حضرت عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

دَخَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ وَبِيَدِهِ عَصًا، وَقَدْ عَلَّقَ رَجُلٌ قَنَا حَشَفًا، فَطَعَنَ بِالْعَصَا فِي ذَلِكَ الْقِنْوِ، وَقَالَ: لَوْ شَاءَ رَبُّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ تَصَدَّقَ بِأَطْيَبَ مِنْهَا، وَقَالَ: إِنَّ رَبَّ هَذِهِ الصَّدَقَةِ يَأْكُلُ الْحَشَفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(سنن ابی داؤد، رقم الحديث ١٦٠٨) [1]

ترجمہ: ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، اور آپ کے ہاتھ میں ایک چھڑی تھی، اور ایک آدمی نے کھجوروں کا گچھا مسجد میں لٹکایا ہوا تھا (جو کہ خراب تھا) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خراب کھجور کے گچھے میں چھڑی مار کر فرمایا کہ اگر یہ صدقہ کرنے والا چاہتا، تو اس سے اچھا صدقہ کرسکتا تھا، اور فرمایا کہ یہ صدقہ کرنے والا قیامت کے دن (اس طرح کا) خراب ہی کھائے گا (سنن ابی داؤد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

"أَمَرَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِزَكَاةِ الْفِطْرِ، بِصَاعٍ مِنْ تَمْرٍ، فَجَاءَ رَجُلٌ بِتَمْرٍ رَدِيءٍ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ رَوَاحَةَ: لَا تَخْرُصْ هَذَا التَّمْرَ فَنَزَلَ الْقُرْآنُ: (يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ)(مستدرک حاکم، رقم الحديث ٣١٢٢) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''زکاۃِ فطر'' (یعنی صدقۂ فطر) کا حکم فرمایا، کھجور کے حساب سے ایک صاع کا، ایک آدمی (صدقۂ فطر ادا کرنے کے لیے) ردی کھجور لے کر

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد حسن (حاشية سنن ابی داؤد)

[2] قال الحاكم:
هذا حديث صحيح على شرط مسلم، ولم يخرجاه.
و قال الذهبی فی التلخيص:
على شرط مسلم (حاشية مستدرک حاكم)

آیا، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن رواحہ سے فرمایا (جو صدقۂ فطر لینے پر مامور تھے) کہ تم یہ کھجور مت لو، جس پر قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی کہ:

''یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنْفِقُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا أَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْأَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُونَ ''(حاکم)

حضرت ابوامامہ بن سہل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فِي الْآيَةِ الَّتِي قَالَ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: (وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيثَ مِنْهُ تُنْفِقُون)قَالَ: هُوَ الْجُعْرُورُ وَلَوْنُ حُبَيْقٍ فَنَهَى رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ تُؤْخَذَ فِي الصَّدَقَةِ الرُّذَالَةُ(سنن النسائی، رقم الحدیث ۲۴۹۲)

ترجمہ: اللہ عزوجل کے اس ارشاد ''ولا تیمموا الخبیث منه تنفقون '' کے بارے میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ خبیث سے مراد ''جعرور '' اور ''لون حبیق '' (نام کی خراب کھجور) ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح کی خراب اور گندی چیز کو صدقہ میں لینے سے منع فرمایا (سنن نسائی)

یہ بات ملحوظ رہے کہ کسی آیت کا نزول ایک سے زیادہ واقعات کے بارے میں ہوسکتا ہے۔

جہاں تک سورہ بقرہ میں مذکور آیت میں اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا تعلق ہے کہ:

''الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللَّهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلًا وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ''

''شیطان وعدہ کرتا ہے تم سے فقر کا، اور حکم دیتا ہے تم کو بے حیائی کا، اور اللہ وعدہ کرتا ہے تم سے مغفرت کا اپنی طرف سے، اور فضل کا، اور اللہ وسیع ہے، بہت علم والا ہے''

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے راستہ میں پاکیزہ اور اچھی چیز صدقہ کرنے کی صورت میں شیطان کی طرف سے یہ خیال پیدا کیا جاتا ہے کہ اس سے فقر وفاقہ پیدا ہوجائے گا، اور اس سے بچنے میں فقر وفاقہ سے حفاظت رہے گی، اور اسی کے ساتھ وہ برے کاموں کا حکم دیتا ہے، اگرچہ شیطان برے کاموں کو مزین کر کے پیش کرتا ہے، اور اس کا وعدہ جھوٹا ہوتا ہے، لیکن اللہ کی طرف

سے مغفرت اور فضل کا وعدہ ہے، جو کہ سچا ہے۔

قرآن مجید کی دوسری آیات میں بھی شیطان کے جھوٹے وعدوں کا ذکر آیا ہے۔

سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا. يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا (سورالنساء، رقم الآیات ۱۱۹،۱۲۰)

ترجمہ: اور جو شخص بنائے گا شیطان کو دوست، اللہ کے مقابلے میں، تو بلاشبہ خسارا اٹھایا اس نے واضح خسارا۔ (شیطان) وعدہ کرتا ہے، ان سے، اور آرزوئیں دلاتا ہے، ان کو، اور شیطان ان سے دھوکہ کے سوا کچھ وعدہ نہیں کرتا (سورہ نساء)

قرآن مجید کی سورہ نحل میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

اِنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ سُلْطٰنٌ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ. اِنَّمَا سُلْطٰنُهٗ عَلَى الَّذِيْنَ يَتَوَلَّوْنَهٗ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِهٖ مُشْرِكُوْنَ (سورة النحل، رقم الآیات ۹۹و ۱۰۰)

ترجمہ: یقیناً اس (شیطان) کا قابو اُن لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے رب پر توکل (وبھروسہ) رکھتے ہیں، بس اس کا قابو صرف انہی لوگوں پر چلتا ہے، جو اسے دوست بناتے ہیں اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرنے والے ہیں (سورہ نحل)

سورہ ابراہیم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَقَالَ الشَّيْطٰنُ لَمَّا قُضِيَ الْاَمْرُ اِنَّ اللّٰهَ وَعَدَكُمْ وَعْدَ الْحَقِّ وَوَعَدْتُّكُمْ فَاَخْلَفْتُكُمْ وَمَا كَانَ لِيَ عَلَيْكُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍ اِلَّآ اَنْ دَعَوْتُكُمْ فَاسْتَجَبْتُمْ لِيْ فَلَا تَلُوْمُوْنِيْ وَلُوْمُوْٓا اَنْفُسَكُمْ مَآ اَنَا بِمُصْرِخِكُمْ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُصْرِخِيَّ

(سورة ابراهيم، رقم الآية ۲۲)

ترجمہ: اور کہے گا شیطان (انسانوں سے) جب (قیامت کے دن) فیصلہ ہو جائے گا کہ بلاشبہ اللہ نے وعدہ کیا تھا، تم سے حق وعدہ، اور میں نے (بھی) وعدہ کیا تھا تم سے، سو میں نے وعدہ خلافی کی تم سے، اور نہیں تھا مجھے (دنیا میں) تم پر کوئی زور، سوائے اس

کے کہ میں نے تمھیں (وسوسہ کے ذریعہ) دعوت دی تھی، سوتم نے میری دعوت قبول کی، ملامت نہ کرو مجھ کو، بلکہ ملامت کروتم اپنے آپ کو، نہ میں تمہاری مدد کرسکتا ہوں اور نہ تم میری مدد کرسکتے ہو(سورہ ابراہیم)

سورہ اسراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا (سورة الإسراء، رقم الآيات ٦٤)

ترجمہ: اورنہیں وعدہ کرتا لوگوں سے شیطان، سوائے دھوکے کے (سورہ اسراء)

سورہ نور میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ يَتَّبِعْ خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ فَإِنَّهُ يَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ (سورة النور، رقم الآية ٢١)

ترجمہ: اے وہ لوگو! جو ایمان لائے، نہ اتباع کروتم شیطان کے قدموں کی، اور جو شخص اتباع کرے گا شیطان کے قدموں کی، تو بلا شبہ وہ (یعنی شیطان) حکم دیتا ہے، بے حیائی اور منکر کاموں کا (سورہ نور)

ابوالاحوص، عطاء بن سائب سے روایت کرتے ہیں، وہ مرۃ ہمدانی سے روایت کرتے ہیں، اور وہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلشَّيْطَانِ لَمَّةً، وَلِلْمَلَكِ لَمَّةً، فَأَمَّا لَمَّةُ الشَّيْطَانِ فَإِيعَادٌ بِالشَّرِّ وَتَكْذِيبٌ بِالْحَقِّ، وَأَمَّا لَمَّةُ الْمَلَكِ فَإِيعَادٌ بِالْخَيْرِ وَتَصْدِيقٌ بِالْحَقِّ، فَمَنْ وَجَدَ ذَلِكَ فَلْيَحْمَدِ اللَّهَ، وَمَنْ وَجَدَ الْأُخْرَى، فَلْيَتَعَوَّذْ مِنَ الشَّيْطَانِ, ثُمَّ قَرَأَ: (الشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ) الْآيَةَ. (صحيح ابن حبان، رقم الحديث ٩٩٧)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان کی طرف سے بھی ایک داعیہ وتقاضا ہوتا ہے، اور فرشتے کی طرف سے بھی ایک داعیہ وتقاضا ہوتا ہے، پس شیطان کا داعیہ وتقاضا شر کا وعدہ اور حق کی تکذیب ہے، جبکہ فرشتے کا داعیہ وتقاضا بھلائی کا وعدہ

اورحق بات کی تصدیق کرنا ہے، پس جو شخص بھلائی کے وعدے اورحق بات کی تصدیق کے داعیہ وتقاضے کواپنے اندر پائے ،تو اللہ کی حمد بیان کرے، اور جواس کے برخلاف داعیہ وتقاضے کو پائے ،تو وہ شیطان سے پناہ طلب کرے، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورہ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی کہ:

''اَلشَّیُطَانُ یَعِدُکُمُ الْفَقْرَ ''

''شیطان وعدہ کرتا ہے تم سے فقر کا'' (ابنِ حبان)

مذکورہ روایت میں ''عطاء بن سائب'' راوی کو اختلاط ہوگیا تھا، اور ''ابوالاحوص'' نے ان سے احادیث کی سماعت اختلاط کے بعد کی ہے، جس کی وجہ سے مذکورہ روایت میں سند کے اعتبار سے کچھ ''ضعف'' پایا جاتا ہے۔ [1]

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

جَاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ یَارَسُوۡلَ اللہِ اِنَّ اَحَدَنَا یَجِدُ فِیۡ نَفۡسِہٖ یُعَرِّضُ بِالشَّیۡئِ لَاَنۡ یَّکُوۡنَ حُمَمَۃً اَحَبُّ اِلَیۡہِ مِنۡ اَنۡ یَّتَکَلَّمَ بِہٖ فَقَالَ :اَللّٰہُ اَکۡبَرُ،اَللّٰہُ اَکۡبَرُ، اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ رَدَّ کَیۡدَہٗ اِلَی الۡوَسۡوَسَۃِ

(ابوداوٗد،رقم الحدیث ۵۱۱۲،ابواب النوم، باب فی رد الوسوسۃ) [2]

ترجمہ: ایک آدمی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا کہ ہم میں سے کوئی شخص اپنے دل میں ایسی باتیں محسوس کرتا ہے کہ وہ ان باتوں کو پیش کرنے سے زیادہ اس بات کو پسند کرتا ہے کہ جل کر کوئلہ ہوجائے۔

(اس کے جواب میں) نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے شیطان کے مکر کو صرف وسوسہ تک محدود کردیا (ابوداوٗد)

---

[1] قال شعیب الارنؤوط:عطاء بن السائب :اختلط، وأبو الأحوص -وھو سلامۃ بن سلیم -سمع منہ بعد الاختلاط، وباقی رجالہ ثقات(حاشیۃ صحیح ابنِ حبان)

[2] قال شعیب الارنؤوط:اسنادہ صحیح(حاشیۃ سنن ابی داوٗد)

درسِ حدیث مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

آخرت میں انبیاء وصلحاء کی شفاعت (دوسری وآخری قسط)

حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

ثُمَّ يُقَالُ :ادْعُوا الصِّدِّيقِينَ فَيَشْفَعُونَ، ثُمَّ يُقَالُ :ادْعُوا الْأَنْبِيَاءَ ، قَالَ: فَيَجِيءُ النَّبِيُّ وَمَعَهُ الْعِصَابَةُ، وَالنَّبِيُّ وَمَعَهُ الْخَمْسَةُ وَالسِّتَّةُ، وَالنَّبِيُّ لَيْسَ مَعَهُ أَحَدٌ، ثُمَّ يُقَالُ :ادْعُوا الشُّهَدَاءَ فَيَشْفَعُونَ لِمَنْ أَرَادُوا، قَالَ : فَإِذَا فَعَلَتِ الشُّهَدَاءُ ذَلِكَ، قَالَ :يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ :أَنَا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ، أَدْخِلُوا جَنَّتِي مَنْ كَانَ لَا يُشْرِكُ بِي شَيْئًا، قَالَ :فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ (مسند احمد، رقم الحديث ١٥) [۱]

ترجمہ: پھر اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کہ صدیقین کو بلاؤ، وہ آکر شفاعت کریں گے، پھر اللہ کی طرف سے حکم ہوگا کہ انبیاء کرام علیہم الصلاۃ والسلام کو بلاؤ، چنانچہ بعض انبیاء علیہم السلام تو ایسے آئیں گے، جن کے ساتھ اہلِ ایمان کی ایک بڑی جماعت ہوگی، بعض نبیوں کے ساتھ پانچ چھ آدمی ہوں گے، اور بعض نبیوں کے ساتھ کوئی بھی نہ ہوگا (یہ اپنے اپنے امتیوں کی حسبِ اعمال شفاعت کریں گے) پھر اللہ کی طرف سے شہیدوں کو بلانے کا حکم ہوگا، چنانچہ وہ جس کی چاہیں گے شفاعت کریں گے۔ جب شہداء بھی سفارش کرچکیں گے، تو (آخر میں) اللہ عزوجل فرمائے گا کہ میں ارحم الراحمین ہوں، اب (میرے حکمِ خاص اور فضلِ خاص سے) جنت میں ان سب لوگوں کو داخل کردو، جو میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے، چنانچہ ایسے تمام لوگ جنت میں

---

[۱] قال شعیب الارنووط:
إسناده حسن (حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

داخل ہو جائیں گے (مسند احمد)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آخرت میں نبی آخر الزمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ دیگر انبیائے کرام اور دیگر صلحاء بالخصوص صدیقین اور شہداء بھی شفاعت کریں گے۔

اور جب سب ایک ایک کر کے شفاعت سے فارغ ہو جائیں گے، اور سخت گناہ گار بندے جہنم میں اپنی سزا کاٹ چکیں گے، جو کہ کچھ کم نہ ہوگی، اور ایک طویل عرصہ گزر چکا ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل وکرم سے بالآخر ہر مومن کو جنت میں داخل فرما دے گا، اور جہنم میں صرف کافر و مشرک ہی باقی رہ جائیں گے۔

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی ایک لمبی حدیث میں روایت ہے کہ:

ثُمَّ يُؤْتَى بِالْجَسْرِ فَيُجْعَلُ بَيْنَ ظَهْرَيْ جَهَنَّمَ "، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، وَمَا الْجَسْرُ؟ قَالَ: " مَدْحَضَةٌ مَزِلَّةٌ، عَلَيْهِ خَطَاطِيفُ وَكَلَالِيبُ، وَحَسَكَةٌ مُفَلْطَحَةٌ لَهَا شَوْكَةٌ عُقَيْفَاءُ، تَكُونُ بِنَجْدٍ، يُقَالُ لَهَا: السَّعْدَانُ، الْمُؤْمِنُ عَلَيْهَا كَالطَّرْفِ وَكَالْبَرْقِ وَكَالرِّيحِ، وَكَأَجَاوِيدِ الْخَيْلِ وَالرِّكَابِ، فَنَاجٍ مُسَلَّمٌ، وَنَاجٍ مَخْدُوشٌ، وَمَكْدُوسٌ فِي نَارِ جَهَنَّمَ، حَتَّى يَمُرَّ آخِرُهُمْ يُسْحَبُ سَحْبًا، فَمَا أَنْتُمْ بِأَشَدَّ لِي مُنَاشَدَةً فِي الْحَقِّ، قَدْ تَبَيَّنَ لَكُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِ يَوْمَئِذٍ لِلْجَبَّارِ، وَإِذَا رَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ نَجَوْا، فِي إِخْوَانِهِمْ، يَقُولُونَ: رَبَّنَا إِخْوَانُنَا، كَانُوا يُصَلُّونَ مَعَنَا، وَيَصُومُونَ مَعَنَا، وَيَعْمَلُونَ مَعَنَا، فَيَقُولُ اللَّهُ تَعَالَى: اذْهَبُوا، فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ دِينَارٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، وَيُحَرِّمُ اللَّهُ صُوَرَهُمْ عَلَى النَّارِ، فَيَأْتُونَهُمْ وَبَعْضُهُمْ قَدْ غَابَ فِي النَّارِ إِلَى قَدَمِهِ، وَإِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا، ثُمَّ يَعُودُونَ، فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ نِصْفِ دِينَارٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا، ثُمَّ يَعُودُونَ، فَيَقُولُ: اذْهَبُوا فَمَنْ وَجَدْتُمْ فِي قَلْبِهِ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ مِنْ إِيمَانٍ فَأَخْرِجُوهُ، فَيُخْرِجُونَ مَنْ عَرَفُوا " قَالَ أَبُو سَعِيدٍ: فَإِنْ لَمْ تُصَدِّقُونِي فَاقْرَءُوا: (إِنَّ اللَّهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ

وَإِنْ تَکُ حَسَنَةً يُضَاعِفُهَا) "فَيَشْفَعُ النَّبِيُّونَ وَالمَلاَئِكَةُ وَالمُؤْمِنُونَ، فَيَقُولُ الجَبَّارُ: بَقِيَتْ شَفَاعَتِي، فَيَقْبِضُ قَبْضَةً مِنَ النَّارِ، فَيُخْرِجُ أَقْوَامًا قَدْ امْتُحِشُوا، فَيُلْقَوْنَ فِي نَهَرٍ بِأَفْوَاهِ الجَنَّةِ، يُقَالُ لَهُ: مَاءُ الحَيَاةِ، فَيَنْبُتُونَ فِي حَافَتَيْهِ كَمَا تَنْبُتُ الحِبَّةُ فِي حَمِيلِ السَّيْلِ، قَدْ رَأَيْتُمُوهَا إِلَى جَانِبِ الصَّخْرَةِ، وَإِلَى جَانِبِ الشَّجَرَةِ، فَمَا كَانَ إِلَى الشَّمْسِ مِنْهَا كَانَ أَخْضَرَ، وَمَا كَانَ مِنْهَا إِلَى الظِّلِّ كَانَ أَبْيَضَ، فَيَخْرُجُونَ كَأَنَّهُمُ اللُّؤْلُؤُ، فَيُجْعَلُ فِي رِقَابِهِمُ الخَوَاتِيمُ، فَيَدْخُلُونَ الجَنَّةَ، فَيَقُولُ أَهْلُ الجَنَّةِ: هَؤُلاَءِ عُتَقَاءُ الرَّحْمَنِ، أَدْخَلَهُمُ الجَنَّةَ بِغَيْرِ عَمَلٍ عَمِلُوهُ، وَلاَ خَيْرٍ قَدَّمُوهُ، فَيُقَالُ لَهُمْ: لَكُمْ مَا رَأَيْتُمْ وَمِثْلَهُ مَعَهُ " (بخاری، رقم الحدیث ۷۴۳۹)

ترجمہ: پھر پل صراط لایا جائے گا اور جہنم کی پشت پر لا کر رکھا جائے گا، ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! پل صراط کیا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھسلنے اور گرنے کی جگہ ہے، اس پر کانٹے اور آنکڑے ہیں اور چوڑے، کھردرے، چبھنے والے کانٹے ہیں، اور ایسے ٹیڑھے کانٹے ہیں، جو نجد میں ہوتے ہیں، انہیں ''سعدان'' کہا جاتا ہے، مومن اس پر سے پلک جھپکنے اور بجلی کی طرح اور ہوا کی طرح اور تیز رفتار گھوڑے اور سواریوں کی طرح (اپنے اپنے حسبِ اعمال) گزر جائیں گے، بعض تو صحیح سلامت بچ کر نکل جائیں گے اور بعض اس حال میں نجات پائیں گے کہ ان کے اعضاء جہنم کی آگ سے جھلسے ہوئے ہوں گے، یہاں تک کہ ان کا آخری شخص گھسٹ گھسٹ کر نکلے گا، تم مجھ سے حق کے مطالبہ میں جو تمہارے لیے ظاہر ہو چکا ہے، آج اس قدر سخت نہیں ہو، جس قدر مومن اس دن اللہ جبار سے (شفاعت کے لیے بار بار عذر و معذرت کی شکل میں) کریں گے، چنانچہ جب وہ لوگ دیکھیں گے کہ اپنے مومن بھائیوں میں سے، انہیں نجات مل گئی ہے، تو کہیں گے کہ اے ہمارے رب (دنیا میں) کچھ ہمارے مومن بھائی تھے، جو کہ ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے اور روزہ رکھتے تھے اور ہمارے ساتھ (فلاں فلاں نیک) کام کیا کرتے تھے (مگر وہ اپنی بعض

بداعمالیوں کی وجہ سے سزا پانے کے لیے جہنم میں ہوں گے) تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جاؤ جس کے دل میں ایک دینار کے برابر ایمان پاؤ، اسے جہنم سے نکال لو اور اللہ ان کی صورتوں کو آگ پر حرام کر دے گا، چنانچہ وہ لوگ ان کے پاس آئیں گے، اس حال میں بعض لوگ قدم تک اور بعض آدھی پنڈلیوں تک آگ میں ڈوبے ہوں گے، جن کو یہ پہچانیں گے، ان کو جہنم سے نکال لیں گے، پھر دوبارہ آئیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جاؤ اور جس کے دل میں نصف دینار کے برابر ایمان پاؤ، اسے جہنم سے نکال لو، چنانچہ وہ جن کو پہچانیں گے، ان کو نکال لیں گے، پھر لوٹ آئیں گے، تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا، جاؤ جس کے دل میں ذرہ برابر ایمان پاؤ، اسے بھی نکال لو، چنانچہ وہ جن کو (اس ایمانی کیفیت والا) پہچانیں گے ان کو نکال لیں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تم مجھے سچا نہیں سمجھتے تو (سورہ نسآء کی) یہ آیت پڑھو کہ اللہ تعالیٰ ایک ذرہ برابر ظلم نہیں کرے گا اور اگر نیکی ہوگی تو اس کو بڑھا چڑھا کر اجر و ثواب دے گا، پھر انبیاء اور فرشتے اور مومن (اپنی اپنی شان کے مطابق) شفاعت کریں گے، اس کے بعد اللہ جبار فرمائے گا کہ میری شفاعت باقی رہ گئی ہے، پھر اللہ عزوجل جہنم سے ایک مٹھی بھر کر ایسے لوگوں کو نکالے گا، جو کوئلہ ہو گئے ہوں گے ، پھر وہ لوگ ایک نہر میں جو جنت کے سرے پر ہے اور جس کو آب حیات کہا جاتا ہے، اس میں ڈالے جائیں گے، پھر یہ لوگ (اس کے پانی سے غسل پا کر) اس طرح تر و تازہ ہو جائیں گے، جس طرح دانہ پانی کے بہنے کی جگہ میں سرسبز اگتا ہے، جس کو تم نے درخت یا پتھر کے پاس دیکھا ہوگا، جو سورج کی طرف ہوتا ہے، وہ سبز ہوتا ہے اور جو سایہ کی طرف ہوتا ہے، وہ سفید ہوتا ہے، وہ لوگ موتی کی طرح چمکتے ہوئے نکلیں گے، ان کی گردنوں میں مہریں لگادی جائیں گی (جن پر جہنم سے آزادی کا پروانہ ہوگا) پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے، تو جنت والے کہیں گے کہ یہ لوگ اللہ کے آزاد کردہ ہیں، ان کو اللہ نے (اپنے خاص فضل و کرم سے) بغیر کسی عمل اور خیر کے کام کے جنت میں

داخل کیا ہے، پھر ان لوگوں سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے دیکھا اتنا ہی اور بھی (جنت میں) تمہارے لیے ہے (بخاری)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ آخرت میں نبی آخرالزمان کے علاوہ دوسرے انبیاء اور فرشتے اور صلحاء بھی اللہ کی طرف سے اجازت ملنے کے بعد مختلف لوگوں کی شفاعت کریں گے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: " قَدْ أُعْطِيَ كُلُّ نَبِيٍّ عَطِيَّةً فَكُلٌّ قَدْ تَعَجَّلَهَا، وَإِنِّي أَخَّرْتُ عَطِيَّتِي شَفَاعَةً لِأُمَّتِي، وَإِنَّ الرَّجُلَ مِنْ أُمَّتِي لَيَشْفَعُ لِلْفِئَامِ مِنَ النَّاسِ فَيَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَشْفَعُ لِلْقَبِيلَةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَشْفَعُ لِلْعُصْبَةِ، وَإِنَّ الرَّجُلَ لَيَشْفَعُ لِلثَّلَاثَةِ، وَلِلرَّجُلَيْنِ، وَلِلرَّجُلِ "(مسند احمد، رقم الحديث ۱۱۱۴۸) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر نبی کو (دعاء کی قبولیت کا) عطیہ دیا گیا، پس ہر ایک نے اس کو دنیا میں جلدی اختیار کرلیا، اور میں نے اپنے عطیہ کو اپنی امت کی شفاعت کے لیے رکھ لیا (چنانچہ میں آخرت میں، اللہ کے حضور مومنوں کی کثرت سے شفاعت کروں گا) اور میری امت میں سے کوئی آدمی لوگوں کی ایک جماعت کی شفاعت کرے گا، اور وہ جماعت اس کی برکت سے جنت میں داخل ہوگی، اور کوئی آدمی پورے قبیلے کی شفاعت کرے گا، اور کوئی آدمی کسی گروہ کی شفاعت کرے گا، کوئی آدمی تین آدمیوں کی، اور کوئی دو آدمیوں کی اور کوئی ایک آدمی کی شفاعت کرے گا (مسند احمد)

معلوم ہوا کہ آخرت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے علاوہ دیگر انبیائے کرام علیہم الصلاۃ والسلام اور بعض مخصوص مومنوں، خاص کر صدقین اور شہداء وغیرہ کو ان کے حسبِ اعمال، ایک یا زیادہ اشخاص کے لیے یا اس کے اہلِ خانہ کے لیے یا اس کے قبیلہ و جماعت اور گروہ کے لیے اللہ کی

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف(حاشية مسند احمد)

طرف سے شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔

جماعت میں وہ لوگ بھی ہو سکتے ہیں، جو کسی نیک صالح شخص سے دین کی وجہ سے وابستہ ہوں، اس کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوں، اس کے ساتھ دین کے کاموں میں معین ہوں، وغیرہ وغیرہ، اور گھر والوں میں نیک صالح مومن کے مومن بیوی، بچے وغیرہ داخل ہیں۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ آخرت میں سب لوگوں کو بیک وقت شفاعت حاصل نہ ہوگی، بلکہ ہر شخص کو اس کے حسبِ عمل جلد یا بدیر حاصل ہوگی، اور بہت سے لوگوں کو بداعمالیوں کی وجہ سے اس سے پہلے سزا کاٹنی پڑے گی، جو کہ کچھ کم نہ ہوگی، اللہ حفاظت فرمائے۔آمین۔

حضرت عبداللہ بن ابی جدعاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ – يَقُولُ: " لَيَدْخُلَنَّ الْجَنَّةَ بِشَفَاعَةِ رَجُلٍ مِنْ أُمَّتِي أَكْثَرُ مِنْ بَنِي تَمِيمٍ "قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ، سِوَاكَ؟ قَالَ: " سِوَايَ." (سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٤٣١٦) [1]

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ (آخرت میں) میری امت میں سے ایک آدمی کی شفاعت کی برکت سے جنت میں بنو تمیم قبیلہ سے بھی زیادہ لوگوں کو داخل کیا جائے گا، لوگوں نے عرض کیا کہ اللہ کے رسول وہ شخص آپ کے علاوہ ہوگا؟ فرمایا کہ میرے علاوہ ہوگا (ابنِ ماجہ)

مذکورہ حدیث میں جس شخص کی شفاعت کا ذکر ہے، اس کے بارے میں محدثین کی آراء مختلف ہیں، بعض حضرات نے اس شخصیت کا مصداق حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو قرار دیا، اور بعض حضرات نے حضرت اویس قرنی کو قرار دیا، اور بعض نے کسی دوسرے نیک شخص کو قرار دیا۔

(ملاحظہ ہو: مرقاۃ المفاتیح، ج۸ص ۵۶۹، کتاب صفة القيامة والجنة والنار، باب الحوض والشفاعة)

مذکورہ احادیث سے بھی معلوم ہوا کہ آخرت میں اللہ عزوجل کی طرف سے اجازت حاصل ہونے کے بعد فرشتے، نبی اور مخصوص مومن بھی شفاعت کریں گے، اور ان کی شفاعت کو قبول بھی کیا جائے گا۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح (حاشية سنن ابن ماجه)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

’’قریہ میں نمازِ جمعہ‘‘ کے متعلق شاہ ولی اللہ کا موقف

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ، اپنی مشہور کتاب ’’**حجة اللّٰه البالغة**‘‘ میں جمعہ کی نماز کے متعلق فرماتے ہیں:

والأصح عندی أنه یکفی اقل ما یقال فیه قریة، لما روی من طرق شتی یقوی بعضها بعضا "خمسة لا جمعة علیهم "وعد منهم أهل البادیة قال صلی الله علیه وسلم الجمعة علی الخمسین رجلا "أقول الخمسون یتقری بهم قریة، وقال الجمعة واجبة علی کل قریة "وأقل ما یقال فیه: جماعة لحدیث الانفضاض، والظاهر أنهم لم یرجعوا والله أعلم.

فإذا حصل ذلک وجبت الجمعة ومن تخلف عنها فهو الآثم، ولا یشترط أربعون، وأن الأمراء أحق بإقامة الصلاة وهو قول علی کرم الله وجهه: أربع إلی الإمام الخ، ولیس وجود الإمام شرطا (حجة الله البالغة، ج۲ ص۷۴، باب حکایة حال الناس قبل المائة الرابعة وبعدها، **العیدان**)

ترجمہ: اور میرے نزدیک اصح (یعنی زیادہ صحیح) قول یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ کم از کم ایسا مقام ہو، جس کو قریہ کہا جاتا ہو، بوجہ اس روایت کے جو مختلف سندوں سے مروی ہے، جس کے بعض کی بعض سے تقویت ہوتی ہے کہ ’’جمعہ پانچ لوگوں پر واجب نہیں‘‘ جن میں جنگل والوں کو بھی شمار کیا گیا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ’’جمعہ پچاس افرد پر ہے‘‘ میں کہتا ہوں کہ پچاس افراد کے ذریعہ سے قریہ بن جاتا ہے، اور فرمایا کہ ’’جمعہ ہر قریہ پر واجب ہے‘‘ اور کم سے کم جس کو جماعت کہہ سکیں، میرے نزدیک جمعہ کی صحت کے لیے کافی ہے، اور ’’حدیثِ انفضاض‘‘ اس پر دال ہے، اور بظاہر وہ لوگ لوٹ کر واپس نہیں آئے تھے، واللہ اعلم۔

پس جب اتنے لوگ موجود ہوں، تو جمعہ واجب ہو جائے گا، اور جو ان سے پیچھے رہ گیا، وہ گناہ گار ہے، اور چالیس افراد شرط نہیں، اور حکمران جمعہ کی نماز قائم کرنے کے زیادہ حقدار ہیں، یہی حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ ”چار چیزیں امام (یعنی مسلمان حکمران) کی طرف سپرد کی گئی ہیں، الخ“ اور امام کا وجود (صحتِ جمعہ کے لیے) شرط نہیں (حجۃ اللہ البالغۃ)

قطع نظر کسی قول کے دلائل سے، مذکورہ عبارت سے معلوم ہوا کہ حضرت شاہ صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک، جمعہ کی نماز صحیح ہونے کے لیے شہر شرط نہیں، بلکہ جس آبادی پر ”قریہ“ اور گاؤں کا اطلاق آجاتا ہو، ان کے نزدیک اس میں نمازِ جمعہ جائز ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے مؤطا امام مالک کی فارسی شرح ”مصفّٰی“ میں بھی مندرجہ بالا حکم اور کچھ مزید تفصیل بیان فرمائی ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

واما وجود اربعین ضروری است در انعقاد جمعہ یا نہ، امام شافعی می گوئید ضروریست، وفیہ نظر، زیرا کہ حدیثِ انفضاض دلالت می کند کہ نہ بودند آجا در آخر خطبہ......

پس ظاہر آنست کہ در ویہی اگر دون اربعین جمعہ خواندن نماز ایشاں صحیح باشد ومتخلفان آثم شوند، واما قریہا یا شہر پس شرط جمعہ است...... واما امامتِ خلیفہ یا نائب او پس امر مستمرہ بود ومنشاء آن امر است بتقدم والی در محل ولایتِ خود پس مخصوص باشد بحضور والی وبطریق استحباب باشد، چنانکہ تقدیم اقرء براعلم وسائر نظائر مسئلہ واثر حضرت علی کہ اربع الی الامام، الخ، محمول بر ندب تقدم والی در محل ولایۃ خود است (مصفّٰی، ج۱ص۱۵۲، باب التشدید علیٰ من ترک الجمعۃ بغیر عذر، مطبوعہ: مطبع فاروقی، دہلی)

ترجمہ: جہاں تک جمعہ منعقد ہونے کے لیے چالیس افراد کے ضروری ہونے کا تعلق ہے، تو امام شافعی اس کو ضروری قرار دیتے ہیں، لیکن یہ بات قابلِ غور ہے، کیونکہ حدیثِ انفضاض (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ دینے کے وقت بعض حاضرین کے چلے جانے کی حدیث) اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اس جگہ اتنے افراد آخر خطبہ میں نہیں تھے......

پس ظاہر یہی ہے کہ اگر دیہات میں چالیس سے کم افراد جمعہ پڑھیں، تو جمعہ صحیح ہوجائے گا، اور جمعہ سے پیچھے رہ جانے والے گناہ گار ہوں گے، البتہ گاؤں یا شہر ہونا جمعہ کی شرط ہے...... جہاں تک خلیفہ یا اس کے نائب کی امامت کا تعلق ہے، تو یہ ایک مستقل معمول رہا ہے، لیکن اس کی منشاء دراصل کسی بھی والی کے اپنی ولایت کے محل میں آگے بڑھنا ہے، پس یہ مستحب طریقہ پر والی کے حاضر ہونے کے ساتھ خاص ہوگا، جیسا کہ قاری کی عالم پر تقدیم کا تعلق ہے، اوراس مسئلہ کی دوسری نظائر کا تعلق ہے، اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ اثر کہ چار چیزیں امام کے سپرد ہیں، الخ،تو یہ والی کے اس کی ولایت میں مقدم ہونے کے مندوب ہونے پر محمول ہے (مصفّٰی)

مذکورہ عبارات میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ نے جمعہ کے باب میں چالیس افراد شرط نہ قرار دے کر شافعیہ وحنابلہ کے قول کو مرجوح قرار دیا، اور گاؤں میں جمعہ کے جائز نہ قرار دینے کے حنفیہ کے قول کو بھی راجح قرار نہیں دیا، اور والی کی اجازت کے شرط نہ ہونے میں بھی حنفیہ کے مشہور قول کی تردید کی۔

اس طرزِ عمل کو آج کل بعض علماء ''تلفیق'' کے عنوان سے ناجائز قرار دیتے ہیں، لیکن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ، تلفیق کے علی الاطلاق ناجائز قرار دینے سے اتفاق نہیں رکھتے، بلکہ ان کا فرمانا ہے کہ مجتہد جس مسئلہ میں اپنے اجتہاد سے کسی پہلو کو ترجیح دے، خواہ وہ جزوی مجتہد ہو، تو وہ ممنوع تلفیق میں داخل نہیں، جس کا ذکر اپنے مقام پر کردیا گیا ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی مذکورہ رائے، اگرچہ ہمارے یہاں کے مشہور حنفی اصحابِ افتاء کے موافق نہیں، لیکن اگر کوئی اس رائے پر عمل کرے، تو وہ قابلِ مذمت نہیں، بالخصوص جبکہ دلیل سے اس کو راجح سمجھے، یا ضرورت کی وجہ سے اس پر عمل کرے۔

کفایتُ المفتی میں ہے:

اب یہ بات کہ حنفیہ کا اصل مذہب کیا ہے؟ تو یہ بات صاف صاف ہے کہ اصل مذہب جو متون میں منقول ہے، وہ یہی ہے کہ جمعہ کے لئے مصر شرط ہے، پس جو مقام کہ مصر

قرار پائے گا، وہاں جمعہ جائز ہوگا (خواہ وہ عرف میں شہر کہلاتا ہو یا قصبہ یا بڑا گاؤں) مصر کی کون سی تعریف معتبر ہے؟ تو معتبر تعریف تو وہی ہے، جو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے باختلافِ عبارات منقول ہے، اگرچہ بہت سے متاخرین نے ''**مالا یسع اکبر مساجدہ اھلہ**'' کو اختیار کیا ہے، مصر کی شرط بے شک ظنی ہے، لیکن حنفیہ کے اصل مذہب میں مصر کا شرط ہونا ظنی نہیں ہے، اور ایک حنفی بحیثیتِ حنفی ہونے کے اس کا انکار نہیں کرسکتا، حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فروع میں مذہبِ حنفیہ کے متبع تھے، لیکن چونکہ وہ ایک متبحر اور محقق عالم تھے، اس لئے انہوں نے چند مسائل میں حنفی مذہب کے خلاف بھی اظہار رائے کیا، اسی طرح مولانا بحر العلوم سے چند مسائل میں حنفیہ کا خلاف کرنا منقول ہے، ان بزرگوں کے قول کا یہ مطلب ہے کہ شرطِ مصر ہمارے نزدیک ضروری نہیں، اگرچہ حنفی مذہب اس کے اشتراط کی تصریح کرتا ہے، یہ مطلب نہیں کہ حنفیہ کے مذہب میں مصر شرط نہیں ہے۔

پس اگر کوئی حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ کے اس قول کے موافق عمل کرے یا فتویٰ دے، اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس نے اس مسئلے میں اپنے امام کی تقلید چھوڑ کر شاہ ولی اللہ صاحب یا مولانا بحر العلوم کی تقلید کی، ان دونوں بزرگوں نے اس میں اگر حنفیہ کے اصل مذہب سے عدول کیا، تو حنفی ہونے سے نہ نکلیں گے، کیونکہ ان کا تبحر اور درجہ تحقیق بہت اعلیٰ ہے (کفایت المفتی مدلل ومکمل، ج۳ص ۲۲۸، ۲۲۹، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، سنِ طباعت: جولائی 2001ء)

اگرچہ ہندوستان و پاکستان کے بیشتر اکابر ومشائخ کا عمومی فتویٰ اس سلسلہ میں حنفیہ کے مشہور قول کے مطابق عام قریہ اور گاؤں میں جمعہ کی نماز کو ناجائز قرار دینے کا رہا ہے، لیکن حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی رحمہ اللہ کی طرح مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ کا رجحان، اس مسئلہ میں حتی الامکان نرمی کرنے کا ہے، اور وہ اس مسئلہ میں شافعیہ اور دوسرے ائمہ کے قول کے مطابق ''قریہ'' اور گاؤں میں نمازِ جمعہ کی گنجائش کی طرف رجحان رکھتے ہیں، اور بحالاتِ موجودہ

جمعہ کے قیام کو دینی مصالح پر مبنی سمجھتے ہیں۔

چنانچہ مفتی کفایتُ اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ، ایک فتوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

حنفیہ کے اصول کے بموجب دیہات میں اقامتِ جمعہ درست نہیں، مصر ہونا جوازِ جمعہ کے لئے شرط ہے، لیکن مصر کی تعریفیں مختلف اور متعدد منقول ہیں، اس مسئلے میں زیادہ سختی کا موقع نہیں ہے، اور اس زمانے کے مصالحِ عامہ مہمہ اس امر کے مقتضی ہیں کہ اقامتِ جمعہ کو نہ روکا جائے، تو بہتر ہے، بالخصوص ایسی حالت میں کہ مدتِ دراز سے جمعہ قائم ہو، اس کو روکنا بہت سے مفاسدِ عظیمہ کا موجب ہوتا ہے (کفایت المفتی مدلل ومکمل، ج۳ص۲۴۲، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، سنِ طباعت: جولائی 2001ء)

اپنے ایک اور فتوے میں مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

چھوٹی بستیوں میں نمازِ جمعہ حنفیہ کے نزدیک نہیں ہے، لیکن انہوں نے جمعہ کی اہمیت کو قائم رکھتے ہوئے، مصر کی تعریف میں یہاں تک تنزل کیا ہے کہ ”**مالا یسع اکبر مساجده اهله المكلفين بها**“ تک لے آئے، حالانکہ ان کے اپنے اقرار (**هذا يصدق على كثير من القرىٰ**) سے یہ تعریف بہت سے ”قریٰ“ پر صادق آتی ہے، پس نمازِ جمعہ کی اہمیت اور مصالحِ مہمہ عالیہ اسلامیہ کا مقتضیٰ یہ ہے کہ نمازِ جمعہ کو ترک نہ کیا جائے، اگرچہ امام شافعی کے مسلک پر عمل کے ہی ضمن میں ہو (کفایت المفتی مدلل ومکمل، ج۳ص۲۴۹، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، سنِ طباعت: جولائی 2001ء)

نیز ایک اور فتوے میں مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

حنفی مذہب کے موافق ایسی چھوٹی بستی میں جمعہ جائز نہیں، مگر آج کل حنفی اس مسئلہ میں شافعی مذہب کے اوپر عمل کر سکتے ہیں (کفایت المفتی مدلل ومکمل، ج۳ص۲۵۰، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، سنِ طباعت: جولائی 2001ء)

ایک اور فتوے میں مفتی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں کہ:

اعظم پور چھوٹا سا موضع ہے، اس میں جمعہ کی نماز نہ پڑھنی چاہئے، اور اگر کوئی دینی

مصلحت ہو کہ وہاں جمعہ پڑھنا مناسب ہو، تو پھر حنفیہ کے نزدیک تو جمعہ جائز نہیں، دیگر ائمہ کے قول کے موافق پڑھ لیں، تو گنجائش ہے (کفایت المفتی مدلل و مکمل، ج۳ص۲۵۳، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، سنِ طباعت: جولائی 2001ء)

ایک اور فتوے میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

شرطیتِ مصر وجوبِ جمعہ کے لیے تو صحیح ہے، لیکن جواز کے لیے بھی ہو، یہ میں نہیں سمجھ سکا، اور اس زمانہ کی ضروریات اس کی مقتضی ہیں کہ اگر حنفی مذہب کی رُو سے کسی طرح بھی اجازت نہ نکلے، تو دوسرے ائمہ کے مذہب پر ہی عمل کر کے، دیہات میں اقامتِ جمعہ سے نہ روکا جائے، اور قائم شدہ جمعہ کو بند کرنا، تو بہت خطرناک چیز ہے، کم از کم میں اس کی جرائت نہیں کرسکتا، اور ایک مجتہد فیہ مسئلہ میں ترکِ ظہر کی بنا پر مسلمانوں کو فاسق یا گناہ گار کہنا امرِ عظیم ہے (کفایت المفتی مدلل و مکمل، ج۳ص۲۵۴، کتاب الصلاۃ، مطبوعہ: دارالاشاعت، کراچی، سنِ طباعت: جولائی 2001ء)

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ نے اس باب میں جو رائے قائم کی، وہ اگرچہ موجودہ دور کے مشہور اور اکثر اصحابِ افتاء کی رائے کے موافق نہ ہو، لیکن موجودہ حالات کے لحاظ سے بڑی اہمیت اور وزن کی حامل ہے، کیونکہ گاؤں، دیہات کے لوگوں کو جمعہ کی وجہ سے دین کے ساتھ مناسبت قائم رہتی ہے، اور دوسرے مسالک کے لوگ گاؤں میں جمعہ شروع کر کے عرصۂ دراز تک وہاں کے لوگوں کو جمعہ کے دن وعظ و بیان کے ذریعے اپنے اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے رہتے ہیں، اور جمعہ قائم نہ کرنے والوں کے خلاف ذہن سازی کر کے ان سے متنفر بھی کرتے ہیں، جس کے نتیجے میں کچھ ہی عرصہ بعد پورے گاؤں کے لوگ گاؤں میں جمعہ کے قیام کی مخالفت کرنے والے علماء اور ان کے مسلک سے وحشت کرنے لگتے ہیں، نیز کسی گاؤں میں پہلے سے جاری جمعہ کو بند کرنے میں خود ہمارا بھی عرصۂ دراز سے مختلف مفاسد، نزاع، باہم قطع تعلقی وقطع رحمی وغیرہ لازم آنے کا مشاہدہ و تجربہ ہے، جبکہ اجتہادی واختلافی اور فقہی فروعی مسائل میں اتنی سختی کر کے مذکورہ اور ان جیسے مفاسد وفتن کو برداشت کرنا، ہمیں زیب معلوم نہیں ہوتا، کسی دوسرے کو ہو، تو ہو۔

اس لیے ہمارا ذاتی رجحان بھی حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی اور مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہما اللہ کی مذکورہ رائے کی طرف ہوا۔

سابق مفتی دیارِمصر علامہ محمد بخیت المطیعی حنفی ''المتوفیٰ:1354ہجری''(سابق رئیس: المجلس العلمی بمحکمة مصر الکبریٰ الشرعیة ، وعضو المحکمة العلیا بها سابقا) اپنے رسالہ ''احسن القرا فی صلاة الجمعة فی القریٰ'' میں فرماتے ہیں:

صلاة الظهر بعدها: فقال الشافعیة یصلی الظهر بعدها احتیاطا علی تفصیل ذکروه فی کتبهم ، وقد قال به ایضا متاخرو الحنفیة ، وامروا به احتیاطا ، لاختلاف الائمة فی اشتراط المصر وعدمه ،وفی تعریف المصر ، و جواز التعدد وعدمه ، وفی العدد الذی تنعقد به، وفی اشتراط اذن السلطان او نائبه باقامتها وعدمه.ومن هذا کله تعلم جواب السؤال وان المقطوع به المتفق علیه هو کون الجمعة فرضا ، لایجوز ترکها ، ویکفر جاحدفرضیتها، وانها من شعائر الاسلام .وان کل موضع اختلفوا فیه سواء کان من شروطها او من غیرها، فادلته ظنیة، فکان دلیل الفرض قطعیا ، ودلیل الاشتراط ظنیا.ولا یخفی ان اشتراط المصر واذن الحاکم لیس لامرلا توجد الجمعة بدونه، اذ لا ملائمة بین ذلک وبین صلاة الجمعه ، وانما اشتراط اذن الحاکم لمنع التنازع علی ما قالوا، واشتراط المصر لبیان الموضع الذین امرنا باقامة الجمعة فیه.ولا یخفی ایضاً ان الله تعالیٰ قدر من رحمته وفضله ان کل ما ادی الیه رأی المجتهد فی محله علی وجه فهو شریعة له تعالیٰ فی حق المجتهد. وکل من عمل به یکون العمل به طاعة وعبادة صحیحة ، وان اخطأ ذلک المجتهد فانما یکون خطأه بالنظر الی ما هو عندالله من الحکم، لابالنظر الی عامنا وما ادی الیه اجتهاده بل هو بالنظر الی ذلک صواب بالاجماع.وتعلم ایضا ان الاحوط للمکلف اذا اراد ان یخرج من عهدة ما کلف به بیقین ویکون آتیا بالفرض علی جمیع المذاهب ان یصلی الجمعة فی کل موضع بقول امام مجتهد

لوجوبها فيه، ولو كان قرية صغيرة جداً وان يصلى الظهر بعدها ينوى به فرض اليوم فى كل موضع قال فيه امام مجتهد بعدم وجوبها فيه ، او عدم صحتها لفقد شرط ، او غير ذلك، وذلك لما قلنا ان الجمعة فريضة قطعية ، لايجوز تركها ولاجحدها ولا التهاون فيها، والدليل على ذلك قطعى ، وما عداه مما جرى فيه الخلاف ظنى. وقد قدمنا لك ما قاله فى فتاوىٰ الحجة. ان الاحتياط فى القرى الصغيرة ان يصلى الجمعة ثم اربعا سنتها ، ثم ركعتين سنة الوقت ، ثم الاربع ، الخ، ما سبق نقله ، ومراده الاربع التى ينوى بها ظهر اليوم كما سبق. الا اننا نقول ان صلاة الظهر بعدها احتياطا لايختص بالقرى الصغيرة لما علمت ان المقصود من صلاة الظهر بعدها ،هو الاحتياط ، والخروج من عهدة الخلاف بين الائمة .وهذا المعنى لايختص بالقرى الصغيرة بل هو متحقق فى كل موضع وجد فيه الخلاف فى صحة الجمعة او فى وجوبها فيه، والخلاف لا يختص بالقرى الصغيرة كما علمت مما سبق (احسن القرا فى صلاة الجمعة فى القرىٰ، ص١٧ الىٰ ١٩ ،الموضع السابع صلاة الظهر بعدها ، الطبعة الثانية :سنة ١٣٥٥ هـ ، 1936ء ،مطبوعة: جمعية الازهر العلمية، مصر)

ترجمہ: جمعہ کے بعدظہر کی نماز کے متعلق شافعیہ کا قول ہے کہ جمعہ کے بعد احتیاطاً ظہر کی نماز پڑھی جائے گی، جیسا کہ ان کی کتابوں میں اس کی تفصیل مذکور ہے، اور متاخرینِ حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں،جس کا انہوں نے احتیاطاً حکم دیا ہے، کیونکہ جمعہ کی نماز کے لیے شہر کے شرط ہونے نہ ہونے میں ائمہ کا اختلاف ہے،اور شہر کی تعریف میں بھی اختلاف ہے،اور ایک شہر میں ایک سے زیادہ جگہ جمعہ کے جائز ہونے نہ ہونے میں بھی اختلاف ہے، اور اس تعداد میں بھی اختلاف ہے، جس کے ذریعہ سے جمعہ منعقد ہوتا ہے،اور بادشاہ یا اس کے نائب کی اجازت سے جمعہ کی نماز قائم ہونے کے شرط ہونے نہ ہونے میں بھی اختلاف ہے۔

پس اس تمام تفصیل سے سوال کا جواب معلوم ہوگیا،اور یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ قطعی

بات جس پر فقہاء کا اتفاق ہے، وہ جمعہ کا فرض ہونا ہے، جس کا ترک کرنا جائز نہیں، اور اس کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر ہے، اور یہ اسلام کے شعائر میں سے ہے۔

اور ہر وہ مقام جس میں فقہاء کا اختلاف ہو، چاہے وہ جمعہ کی شرط ہو یا شرط نہ ہو، تو اس کے دلائل ظنی ہیں، پس جمعہ کے فرض ہونے کی دلیل قطعی ہے، اور دوسری چیزوں کے شرط ہونے کی دلیل ظنی ہے۔

اور یہ بات مخفی نہیں کہ شہر کا شرط ہونا اور حاکم کی اجازت کا ہونا، کسی ایسی قطعی چیز کی وجہ سے نہیں ہے کہ جمعہ اس کے بغیر وجود میں نہ آتا ہو، کیونکہ اس کے اور جمعہ کی نماز کے درمیان (ایسا کوئی حتمی) تعلق نہیں، اور حاکم کی اجازت کی شرط، جھگڑے کو روکنے کے لیے ہے، جیسا کہ فقہاء نے فرمایا (کیونکہ بڑے مجمع میں جھگڑے کا امکان زیادہ ہوتا ہے) اور شہر کی شرط اس مقام کو بیان کرنے کے لیے ہے، جس میں جمعہ قائم کرنے کا ہمیں حکم ہے (اس سے دوسری جگہ جمعہ کے قیام کا عدمِ جواز لازم نہیں آتا)

اور یہ بات بھی مخفی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت اور فضل سے اس بات کو مقدر فرمادیا ہے کہ جس مسئلہ میں جس پہلو کی طرف مجتہد کی رائے پہنچائے، وہ اس مجتہد کے حق میں اللہ تعالیٰ کی شریعت ہوتی ہے، اور ہر وہ شخص جو اس پر عمل کرے تو اس کا عمل طاعت اور صحیح عبادت بنتا ہے، اگرچہ مجتہد نے اس میں خطاء کی ہو، پس مجتہد کی خطاء، اللہ کے نزدیک جو حکم ہے، اس پر نظر کرتے ہوئے ہے، ہمارے عامیوں کی طرف اور جس کی طرف اس کا اجتہاد پہنچائے، اس کے اعتبار سے خطاء نہیں، بلکہ اس کے اعتبار سے بالاجماع صواب ہے۔

اور مذکورہ تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ مکلّف کے لیے زیادہ احتیاط جب وہ اپنے ذمہ میں مکلّف چیز کے عہدہ سے یقین کے ساتھ نکلنا چاہے، اور تمام مذاہب کے مطابق فرض کو ادا کرنا چاہے، یہ ہے کہ وہ جمعہ کی نماز ہر اس مقام پر ادا کرے، جہاں کسی مجتہد امام کے قول پر واجب ہو، اگرچہ بہت چھوٹا گاؤں کیوں نہ ہو، اور جمعہ کی نماز کے

بعدظہر بھی پڑھ لے، جس سے ہر دن کے اس وقت کے فرض کو ادا کرنے کی نیت کرے، اس مجتہد امام کے قول کے مطابق، جو کسی شرط وغیرہ کے فوت ہونے کی وجہ سے اس جگہ جمعہ کی نماز کے واجب یا صحیح نہ ہونے کا قائل ہے، اوراس کی وجہ وہی ہے، جو ہم نے ذکر کی کہ جمعہ کی نماز یقینی فریضہ ہے، جس کا ترک کرنا جائز نہیں، اور نہ اس کا انکار کرنا جائز ہے، اور نہ اس میں سستی کرنا جائز ہے، جس کے دلائل قطعی ہیں، اوران کے علاوہ جن چیزوں میں اختلاف جاری ہوا ہے (مثلاً مصر کا ہونا) وہ ظنی ہیں۔

اور ہم آپ کے سامنے''فتاوىٰ الحجة'' کا یہ قول ذکر کر چکے ہیں کہ چھوٹے گاؤں میں احتیاط جمعہ کی نماز پڑھنے، اوراس کے بعد چار سنتیں پڑھنے، پھر دو رکعت سنتِ وقت پڑھنے، پھر چار رکعت پڑھنے میں ہے، الخ، جس کا حوالہ پہلے گزر چکا ہے، اور چار رکعتوں سے مراد وہ ہیں، جن میں اس دن کے ظہر کی نیت کرے گا، جیسا کہ گزر چکا۔

البتہ ہم یہ بات کہتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے بعد احتیاطاً ظہر کی نماز چھوٹے گاؤں کے ساتھ خاص نہیں ہے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا کہ جمعہ کے بعد ظہر کی نماز سے مقصود، مختلف فقہاء اور ائمہ کے درمیان اختلاف کی ذمہ داری سے خروج ہے۔

اور یہ مقصود چھوٹے گاؤں کے ساتھ خاص نہیں ہے، بلکہ وہ ہر اس مقام پر متحقق ہوتا ہے، جس میں جمعہ کے صحیح ہونے یا واجب ہونے میں اختلاف پایا جاتا ہو، اور یہ بات ظاہر ہے کہ اختلاف چھوٹے گاؤں کے ساتھ خاص نہیں، جیسا کہ گزشتہ تفصیل سے آپ کو معلوم ہو چکا (احسن القرا)

شیخ موصوف آگے چل کر مزید فرماتے ہیں:

فان قلت ان مذهب كل مجتهد فى مواضع الخلاف صواب فى ظنه خطأ فى ظن غيره، فكيف يسوغ للحنفى ان يصلى الجمعة فى القرى الصغيرة وهى باطلة فى مذهب، ولايجوز الشروع فى عمل باطل؟

قلنا ان كون مذهب غيره خطأ انما هو فى ظنه فقط لا فى الواقع، وقولك لايجوز الشروع فى باطل محله فى الباطل الذى تبين بطلانه،

والخطأ الذی تبین خطأہ ، وذلک فیما اجمع علی انه باطل وخطأ، لانه یکون کذلک فی الواقع ونفس الامر، فلایجوز الشروع فیه ولا للعمل به بحال، وما نحن بصدده لیس کذلک (احسن القرا فی صلاۃ الجمعة فی القریٰ، ص ۲۱، ۲۲ ،بیان وایضاح لقول القائل ، الطبعة الثانیة :سنة ۱۳۵۵ ھ ،1936ء ،مطبوعة: جمعیة الازھر العلمیة، مصر)

ترجمہ: اگر آپ یہ شبہ کریں کہ اختلافی مسائل میں ہر مجتہد کا مذہب اس کے گمان کے مطابق صواب ہے، دوسرے کے گمان کے مطابق خطاء ہے، پس حنفی کے لیے کیسے جائز ہے کہ وہ گاؤں میں جمعہ کی نماز پڑھے، جبکہ وہ اس کے مذہب میں باطل ہے، اور باطل عمل کو شروع کرنا جائز نہیں؟ ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ دوسرے کے مذہب کا خطاء ہونا صرف اس مجتہد کے ظن کے مطابق ہے، حقیقت کے مطابق نہیں، اور رہا آپ کا یہ کہنا کہ باطل عمل کو شروع کرنا جائز نہیں، تو اس کا محل وہ باطل عمل ہے، جس کا بطلان واضح ہو، اور وہ خطاء ہے، جس کی خطاء واضح ہو، اور یہ بات ان امور میں ہوتی ہے، جن کے باطل اور خطاء ہونے پر اجماع ہو، کیونکہ وہ امور واقع اور نفس الامر میں بھی اسی طرح باطل اور خطاء ہوتے ہیں، لہٰذا نہ تو ان کو شروع کرنا جائز ہے، اور نہ کسی حال میں ان پر عمل کرنا جائز ہے، اور ہمارے زیرِ بحث مسئلہ اس طریقہ سے نہیں ہے (کیونکہ اس کے بطلان وخطاء پر اجماع نہیں ہے) (احسن القرا)

ملحوظ رہے کہ متعدد مشائخِ حنفیہ نے اس بات کی تصریح فرمائی ہے کہ جس جگہ جمعہ کی نماز کے بارے میں مجتہدین کا اختلاف ہو، وہاں اختلاف سے خروج کے لیے جمعہ کی نماز کے بعد ظہر کی نماز پڑھ لینے میں احتیاط ہے۔ البتہ بعض حضرات نے اس حکم کو عوام میں فتنہ وفساد لازم آنے کی صورت میں خواص تک محدود رہنے کا حکم لگایا ہے، جس کے بعد بعض اردو فتاویٰ میں ''**احتیاطُ الظھر**'' سے بہر حال منع کر دیا گیا، اور اسی طرح اس کے تجویز ہونے کی علت سے توجہ ہٹ گئی۔

(ملاحظہ ہو: ردالمحتار، ج ۲ ص ۱۴۵ ، ۱۴۶، کتاب الصلاۃ، باب الجمعة، منحة الخالق، ج ۲، ص ۱۵۳ ، باب صلاۃ الجمعة .وج ۲، ص ۱۵۴ ، باب صلاۃ الجمعة ، شرح النقایة، ج ۱ ، ص ۴۸۶ ، باب فی صلاۃ الجمعة، فصل فی شروط وجوب الجمعة)

مقالات ومضامین مفتی محمد رضوان

افادات وملفوظات

خواتین کی آزادی اوران کے حقوق کا مسئلہ

(10 شوال المکرّم 1439ہجری)

موجودہ زمانے میں خواتین کی آزادی اوران کے حقوق کا مسئلہ ایک سنگین صورتِ حال اختیار کرگیا ہے،اوروقت گزرنے کے ساتھ ساتھ سلجھنے کے بجائے مزید الجھتا چلا گیا ہے،جس کی اہم اور بنیادی وجہ ہماری سمجھ میں یہ آئی کہ یورپ کے معاشرے نے خواتین کے حقوق کی ادائیگی اوران کے مرد کی طرح آزادی، بلکہ مرد کے شانہ بشانہ کام کاج کرنے کوخواتین کے حقوق کی ادائیگی کے لیے لازم وملزوم سمجھ رکھا ہے،اور وہاں اس کے بغیر خواتین کے حقوق کی ادائیگی کا تصور مشکل ہے، جبکہ اس کے مدِ مقابل مسلمانوں اور بالخصوص مسلمانوں کے اصحابِ علم کے ایک بڑے طبقہ نے یورپ کے معاشرے اوراس کی سوچ کے اسلامی اصولوں سے متصادم ہونے کی وجہ سے اس کی تردید پر زور خرچ کرنے کووقت کی اہم ضرورت سمجھا،اورخواتین کی آزادی سے پیدا ہونے والی بے راہ روی کو اجاگر کرنے پر اپنی صلاحیتوں کوزیادہ خرچ کیا،لیکن اس کے مقابلے میں خواتین کے جن حقوق کی اسلام نے تعلیم دی ہے،اوران حقوق کا مسلمانوں کے بڑے معاشرے میں بھی استیصال ہوتا ہے، ان کی طرف کماحقہٗ ،توجہ نہیں کی جاسکی،جس کا نتیجہ یہ ہے کہ نہ تو یورپی معاشرے میں خواتین کوصحیح حقوق حاصل ہوسکے، بلکہ وہاں آزادی کے نام پر عورت کی نمائش کے ساتھ ساتھ اس کی بھاری ذمہ داریوں میں اضافہ کردیا گیا،جوخواتین پر بڑا ظلم ہے۔

اوراس کے برعکس مسلم معاشرہ کے بڑے حصے میں جوخواتین کی حق تلفیاں کی جارہی ہیں،وہاں بھی خواتین کے شرعی حقوق کا مسئلہ کھٹائی میں پڑ گیا،اوراس طرح مظلوم خواتین کے زخموں کا کماحقہٗ مداوانہ ہوسکا۔

یورپ کے آزاد معاشرے میں خواتین کو جو نمائش کا ذریعہ بنا کر ان کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، اس وقت اس پر تبصرہ کرنے کا تو وقت نہیں، البتہ ہمارے یہاں خواتین پر جس قسم کے مظالم ہوتے ہیں، ان پر غور کر کے ان کی اصلاح کی طرف ہمیں خود توجہ کرنا بہت ضروری ہے۔

ہمارے یہاں سب سے پہلا مسئلہ تو یہ ہے کہ عام طور پر بچی یا لڑکی کی پیدائش پر اس طرح کی خوشی اور جذبات کا اظہار نہیں کیا جاتا، جس طرح کا اظہار بچے یا لڑکے کی پیدائش پر کیا جاتا ہے، بلکہ بعض خاندانوں میں تو لڑکیوں کی پیدائش ہی کو ''نعوذ باللہ تعالیٰ ''معیوب سمجھا جاتا ہے، بالخصوص جبکہ کسی کے ہاں ایک سے زیادہ یا پے در پے لڑکیاں پیدا ہو جائیں، ولادت کے بعد بھی جو پیار اور ہمدردی لڑکے کو حاصل ہوتی ہے، وہ عموماً اس کی بہن کو حاصل نہیں ہوتی۔

پھر جب کوئی لڑکی شادی بیاہ ہونے کے بعد دوسرے گھر میں جاتی ہے، تو اس کے ساتھ سسرال میں اپنوں جیسا سلوک کم ہی دیکھنے میں آتا ہے، اس کے بجائے اجنبیوں، بلکہ اس کے ساتھ بہت سے گھرانوں میں نوکروں والا سلوک اختیار کیا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ شادی کے بعد آنے والی نئی دلہن کے متعلق سسرال والوں کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ جلد از جلد پورے گھر اور اہلِ خانہ کی خدمت کرے، کھانا بنانے سے لے کر، کپڑے دھونے، اور جھاڑو دینے تک کی تمام ذمہ داریاں ایک مسکین اور پرائی لڑکی پر ڈال دی جاتی ہیں، اور اس طرح سے کہ اگر ان چیزوں میں ذرا بھی کوتاہی محسوس کی جائے، تو اس پر خفگی و ناراضگی کا اظہار کیا جاتا ہے، اس کے متعلق بیٹھ کر تبصرے ہوتے ہیں، کوتاہی کا حل نکالنے اور سبق سکھانے کی تدابیر سوچی جاتی ہیں، اور جب کوئی دوسرا بس نہ چلے، تو شوہر کو اس کی بیوی کے خلاف بھڑکا کر میاں بیوی میں اختلاف ڈلوانے تک سے گریز نہیں کیا جاتا۔

بعض گھرانوں میں تو اس گھر کی اپنی دوسری عورتوں اور بچیوں کے موجود ہونے کے باوجود، ان کو کام کرنے سے روک دیا جاتا ہے، اور سارے کام کاج کا بوجھ آنے والی پرائی بچی کے سَر ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے، اور دوسری عورتوں یا بچیوں کے کام کرنے پر کہا جاتا ہے کہ ''بہو'' کیا ''مہارانی'' بن کر بیٹھنے کے لیے آئی ہیں۔

بعض گھرانوں کا حال یہ ہے کہ آنے والی دلہن سے کام کاج تو ہر قسم کا لیا جاتا ہے، لیکن اس کے برعکس اس کی ضروریات اور سہولیات کا خاطر خواہ خیال نہیں رکھا جاتا، یہاں تک کہ بعض اوقات اس کے کھانے پینے پر بھی طرح طرح کے اعتراضات کیے جاتے ہیں، اور بعض گھرانوں میں دودھ، پھل، اور دوسری اشیاء کو آنے والی دلہن سے چھپا کر رکھا اور استعمال کیا جاتا ہے، اور اگر کبھی دودھ وغیرہ کے کم یا تھوڑا ہو جانے کا احساس ہو، تو فوراً بہورانی کے سر اس کا الزام تھوپنے کی کوشش کی جاتی ہے، خواہ اس بے چاری نے اس چیز کو ہاتھ بھی نہ لگایا ہو، اور اگر بے چاری نے استعمال کرلیا ہو، تو پھر لعن طعن کا خوب بازار گرم کیا جاتا ہے، اور بے چاری دلہن کو بھوکنی، بسیار خور اور نہ جانے کیا کچھ کہا جاتا ہے۔

پھر اسی حال میں بعض بچیاں اور دلہنیں امید سے ہو جاتی ہیں، لیکن نہ تو ان کے کام کاج کے بوجھ کو خاطر خواہ کم کیا جاتا، اور نہ ہی کھانے پینے کی چیزوں کا خیال کیا جاتا، جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ جہاں آنے والا بچہ کمزور یا معذور وغیرہ ہو جاتا ہے، اسی طرح ماں کی صحت پر بھی گہرے اثرات پڑتے ہیں، خاص طور پر جبکہ ماں کو حمل کے دوران جسمانی و ذہنی ایذاؤں کا بھی سامنا کرنا پڑا ہو۔

اور اس طرح چند ہی دنوں میں وہ جوان اور خوبصورت بچی بیمار پڑ جاتی ہے، جلد ہی جوانی ڈھلنے لگتی ہے، بعض خواتین تو کمزوری اور خرابیِ صحت کی وجہ سے ولادت کے دوران فوت بھی ہو جاتی ہیں۔

اور اگر بے چاری کوئی بچی کسی طرح ولادت کے مرحلہ سے صحیح سلامت نکل آتی ہے، جو کہ عورت کے لیے ایک نئی زندگی ہوتی ہے اور عورت سخت مشکل صورتِ حال سے گزر کر یہاں تک پہنچتی ہے، تو ولادت کے بعد اس کی صحت و خدمت کا کماحقہٗ خیال نہیں رکھا جاتا اور پہلے زمانے میں عورت کی ولادت سے فراغت کے بعد جتنا خیال کھانے پینے، اس کی صحت اور مالش وغیرہ کا رکھا جاتا تھا، اب ایک ایک کر کے یہ تمام چیزیں ہمارے معاشرہ سے رخصت ہو رہی ہیں۔

ہمارے معاشرے میں خواتین پر ظلم وستم کی یہ ادنیٰ سی جھلک ہے، جو پیش کی گئی۔

اپنی مسلم خواتین بہنوں پر ظلم وستم کے یہ مناظر دیکھ اور سن کر سچی بات یہ ہے کہ ہمیں تو سخت تکلیف اور کوفت کا احساس ہوتا ہے، خواہ کسی کو اچھا لگے یا برا لگے۔

اور اب تو نوبت یہاں تک پہنچ چکی ہے کہ اگر کوئی ہمارے معاشرے میں خواتین کے حقوق پر آواز

Idara Ghufran

اٹھائے، یا اس قسم کے ظالمانہ مناظر پیش کر کے توجہ دلانے کی کوشش کرے، تو اس کو طرح طرح کے الزامات دیے جاتے ہیں، بعض اوقات تو اس کو یورپ یا اہلِ یورپ کے زیرِ اثر ہونے کا الزام دینے کی بھی جرائت کی جاتی ہے، اور یہ سوچنے کی زحمت گوارا نہیں کی جاتی کہ اللہ اور اس کے رسول نے عورتوں کے حقوق کی کتنی تاکید واہمیت بیان فرمائی ہے، یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے آخری مرض الوفات میں بھی عورتوں اور غلاموں کے حقوق کی طرف توجہ دلائی۔

اللہ اور اس کے رسول کے متعلق، ان لوگوں کی رائے کیا ہوگی؟ ظاہر ہے کہ اگر وہی رائے ہو، جو پہلے ذکر کی گئی، تو پھر ایمان سے محروم ہونا پڑے گا، لیکن اس طرح کی رائے وہاں دینے کی جرائت کی جاتی ہے، جہاں اپنے ایمان کا خطرہ لاحق نہیں ہوتا، بلکہ دوسرے کے ایمان میں شکوک وشبہات پیدا کر کے نفسانی تسکین حاصل ہوتی ہے؟ العیاذ باللہ من ذالک۔

بزرگی کی حقیقت

(10 شوال المکرّم 1439 ہجری)

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ:

> بزرگی کے معنیٰ ہیں، خدا کے اوامر کا امتثال کرنا اور منہیات (ومحرمات) کو چھوڑنا، کھانا پینا چھوڑنے کو کون کہتا ہے، خوب کھاؤ پیو، بایزید (بسطامی) کو نوافل پڑھنے کی ہمت تھی، ان کے قویٰ، قوی تھے، وہ زیادہ مجاہدے کر سکتے تھے، اس لیے کیے، اور ہم کو صرف فرائض، واجبات وسنن ادا کرنے کی ہمت ہے، کیونکہ ہمارے قویٰ کمزور ہیں، تو ہمارے لیے یہی کافی ہے (خطباتِ حکیم الامت، ج۱۲ ''محاسنِ اسلام'' صفحہ۳۴، وعظ ''الاتمام لنعمة الاسلام'' مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان، تاریخِ اشاعت: رمضان 1413 ہجری)

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل بزرگی کے لیے شریعت کے اصل احکام کو نظر انداز کر کے، جو بعض لوگوں نے کھانا پینا اور شادی بیاہ وغیرہ چھوڑنے کو معیار بنالیا ہے، یہ درست نہیں۔

بزرگی کی حقیقت یا معیار، شریعت کے اصل احکام کی اتباع ہے، ان کے بجائے اِدھر اُدھر کی دوسری چیزوں کو بزرگی سمجھنا غلط ہے۔

مقالات ومضامین

مولانا شعیب احمد

قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنائیے

موجودہ مادی دور میں جہاں ہم دیگر کئی مذہبی اور اخلاقی اقدار وروایات کو بھول بیٹھے ہیں، وہیں پہ ایک بہت اہم چیز جس سے ہم دور ہو گئے، وہ اللہ کی کتاب قرآن مجید ہے۔ روزمرہ کی زندگی میں قرآن مجید کے ساتھ ہمارا تعلق تقریباً اتنا رہ گیا کہ بیمار ہوئے تو تعویذ بنا کر پہن لیا، گھر میں بھوت پریت کا شائبہ ہوا تو کاغذ پر لکھ کر دیوار پہ چپکا دیا اور اگر کوئی عزیز فوت ہو گیا تو ختم پڑھ لیا اور بس۔ بلاشبہ یہ اعمال بھی اپنی جگہ فوائد کے حامل ہیں، جبکہ شرعی اصول وقواعد کا لحاظ کیا جائے۔ لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز بھی نہیں کہ قرآن کا مقصد فقط اتنا ہی ہے۔

قرآن سے دوری کا نقصان کتنا بھاری پڑ سکتا ہے اس کا ہمیں شاید اندازہ نہیں۔ قیامت والے دن نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے حضور میں ان لوگوں کی شکایت کریں گے جو دنیا میں قرآن مجید سے لا تعلق رہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”وَقَالَ الرَّسُولُ يَارَبِّ إِنَّ قَوْمِي اتَّخَذُوا هَذَا الْقُرْآنَ مَهْجُورًا“ (سورہ فرقان رقم الآية : ۳۰)

”اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم (قیامت والے دن) کہیں گے کہ اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو چھوڑ دیا تھا“ (سورہ فرقان)

اس آیت کا تعلق اگرچہ کفار سے ہے، لیکن یہ مسلمانوں کے لئے بھی مقامِ خوف وعبرت ہے کہ قرآن مجید کو نظرانداز کرنے پر کہیں وہ بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شکایت کے حقدار نہ بن جائیں۔ اللہ عزوجل کی عدالت ہو، جزاوسزا کا دن ہو، دعویٰ دائر کرنے والے اللہ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم ہوں اور فیصلہ کرنے والی ذات خود اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہو، تو پھر انسان کی رسوائی میں کیا شبہ رہ جاتا ہے۔ اعاذنا الله منه۔

قرآن سے دوری کا نقصان اس دنیا میں بھی ظاہر ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا" (سورة طه، رقم الآية: ۱۲۴)

"اور جس نے میرے ذکر سے منہ موڑا، سو بے شک اس کی زندگی تنگ ہوگی" (سورہ طٰہٰ)

ذکر سے مراد یہاں پہ بعض مفسرین کی تصریح کے مطابق قرآن مجید ہے۔ تو اس تفسیر کے مطابق مطلب یہ ہوا کہ جو کوئی قرآن مجید سے روگردانی کرے گا اس کی زندگی اور معیشت تنگ ہوگی۔ [1] معیشت تنگ ہونے سے مراد فقط مال ودولت اور وسائلِ زندگی کی کمی نہیں، بلکہ اس کے مفہوم میں سکون سے محرومی بھی داخل ہے۔ جس کو حاصل کرنے کے لیے دنیا میں انسان کیا کچھ نہیں کرتا۔ [2]

اسی کو ایک حدیث میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ:

"إِنَّ الَّذِي لَيْسَ فِي جَوْفِهِ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ كَالْبَيْتِ الْخَرِبِ" (سنن الترمذی، رقم الحديث: ۲۹۱۳، ابواب فضائل القرآن) [3]

"بے شک جس شخص کے سینے میں قرآن کا کچھ حصہ بھی نہیں وہ ویران گھر کی طرح ہے" (ترمذی)

جس شخص کا سینہ قرآن مجید سے بالکل خالی ہو اسے مذکورہ بالا حدیث میں ویران گھر سے تشبیہ دی گئی

---

[1] أی دینی، وتلاوة کتابی، والعمل بما فیه. (تفسیر القرطبی، ج: ۱۱، ص: ۲۵۸، سورة طه)
ومن أعرض عن ذکری أی خالف أمری وما أنزلته علی رسولی أعرض عنه وتناساه وأخذ من غیره هداه. (تفسیر ابن کثیر، ج: ۵ ص: ۲۸۳، سورة طه)

[2] فإن له معیشة ضنکا أی ضنکا فی الدنیا، فلا طمأنینة له ولا انشراح لصدره، بل صدره ضیق حرج لضلاله، وإن تنعم ظاهره ولبس ما شاء وأکل ما شاء وسکن حیث شاء، فإن قلبه ما لم یخلص إلی الیقین والهدی فهو فی قلق وحیرة وشک، فلا یزال فی ریبة یتردد فهذا من ضنک المعیشة. (تفسیر ابن کثیر، ج: ۵ ص: ۲۸۳، سورة طه)

[3] اس حدیث کو بعض حضرات نے ضعیف کہا ہے۔ "واستدرک علیه الذهبی وقال: قابوس (راوی . ناقل) لین، وقال النسائیُّ وغیره: لیس بالقوی." (کشف المناهج، ج: ۲ ص: ۲۲۶) قال الالبانی: ضعیف. (الجامع الصغیر، ج: ۱ ص: ۳۴۴۸)
لیکن کچھ حضرات نے اس کو صحیح اور حسن بھی قرار دیا ہے۔ قال الترمذی: هذا حدیث حسن صحیح. (سنن الترمذی، ج: ۵ ص: ۱۷۷) وقال الحاکم صحیح الإسناد. (الترغیب والترهیب، ج: ۲ ص: ۲۳۴)
نیز جس راوی "قابوس بن ابی ظبیان" کی وجہ سے اس روایت میں ضعف پیدا ہوا ہے، اس راوی کے متعلق بھی آراء مختلف فیہ ہیں۔
قابوس بن أبی ظبیان، وثقه یحیی بن معین فی روایة، وضعفه فی أخری، وقال ابن عدی: أرجو أنه لا بأس به. (مجمع الزوائد، ج: ۱ ص: ۱۲۵)
ان اختلافی آراء کی وجہ سے یہ روایت کم از کم حسن لغیرہ کے درجہ کو پالیتی ہے۔ تاہم اگر احتیاط کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو ضعیف ہی مانا اور سمجھا جائے تب بھی اس میں بیان کردہ مفہوم چونکہ شرعی اصولوں کے خلاف نہیں، لہٰذا اس کا ضعف نقصان دہ نہیں۔

ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ قرآن سے دوری کا خسارہ انسان کو دنیا و آخرت دونوں جہانوں میں بھگتنا پڑتا ہے۔ اس کے برعکس قرآن سے تعلق اور قرب کا فائدہ انسان کو دنیا کی زندگی اور موت کے بعد آنے والی قبر و آخرت کی زندگی میں بھی ہوتا ہے۔

قرآن کے ساتھ تعلق کی وجہ سے انسان دنیا میں ضلالت و گمراہی کی تاریکیوں میں بھٹکنے سے محفوظ رہتا ہے۔ چنانچہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”فَإِنَّ هَـذَا الْـقُـرْآنَ سَبَـبٌ طَـرَفُهُ بِيَدِ اللَّهِ وَطَرَفُهُ بِأَيْدِيكُمْ فَتَمَسَّكُوا به فإنكم لن تضلوا ولن تهلكوا بعده أبدا“ (صحيح ابنِ حبان ، رقم الحديث : ١٢٢ ، كتاب العلم ، باب : ذكر نفي الضلال عن الآخذ بالقرآن) [1]

”بے شک قرآن ایک رسی ہے، جس کا ایک سِرا تمہارے ہاتھ میں ہے اور دوسرا سِرا اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ سو تم اس کو تھام لو پس تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور اس کو تھام کر تم کبھی ہلاکت میں نہ پڑو گے“ (ابنِ حبان)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ دنیا میں گمراہی اور ہلاکت سے بچانے والی کتاب یہی قرآن مجید ہے۔

دنیا کی زندگی کے اختتام پر انسان کو جس پہلی منزل سے واسطہ پڑتا ہے وہ قبر ہے۔ موت کے بعد کی اس پہلی منزل میں بھی قرآن کا پڑھنا اور قرآن سے تعلق کا نفع سامنے آئے گا۔ معجم الاوسط میں ایک حدیث اس طور پر مروی ہے کہ:

”يُؤْتَـى الـرَّجُـلُ فِـي قَبْرِهِ، فَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رَأْسِهِ دَفَعَتْهُ تِلَاوَةُ الْقُرْآنِ، وَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ يَدَيْهِ دَفَعَتْهُ الصَّدَقَةُ، وَإِذَا أُتِيَ مِنْ قِبَلِ رِجْلَيْهِ دَفَعَهُ مَشْيُهُ إِلَى الْمَسَاجِدِ“ (معجم الاوسط ، رقم الحديث : ٩٤٣٨) [2]

”جب آدمی (کی میت) کو قبر میں رکھا جاتا ہے، تو عذاب اس کے سر کی جانب سے آنے لگتا ہے جس کو تلاوتِ قرآن (جو انسان نے دنیا میں کی ہوتی ہے) دور کر دیتی ہے

[1] إسناده حسن على شرط مسلم. (حاشية صحيح ابن حبان)

[2] حكم الالباني : حسن . (صحيح الترغيب و الترهيب)

، جب عذاب ہاتھوں کی جانب سے آنے لگتا ہے تو صدقہ اس کو دور کر دیتا ہے اور جب عذاب آدمی کے پاؤں کی جانب سے آنے لگتا ہے تو مساجد کی طرف چل کر جانا اس کو دور کر دیتا ہے‘‘ (معجم الاوسط)

قبر کی وحشت اور تنہائی میں جب کوئی ساتھ دینے والا نہ ہوگا تب قرآن مجید کی تلاوت اور دیگر نیک اعمال ہی ہمارے کام آئیں گے۔

پھر قبر سے اٹھنے کے بعد قرآن پڑھنے والوں کو بروزِ قیامت یہ انعام ملے گا کہ قرآن ان کے حق میں سفارشی بنے گا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" اقْرَئُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ " (مسلم، رقم الحديث : ۸۰۴ ، كتاب صلاة المسافرين وقصرها ، باب فضل قرائة القرآن، وسورة البقرة)

’’قرآن پڑھا کرو، بے شک یہ اپنے پڑھنے والوں کے لیے بروزِ قیامت سفارشی بن کر آئے گا‘‘ (مسلم)

اس انعام کی صحیح افادیت جاننے کے لیے ہمیں قیامت کا وہ منظر ضرور یاد رکھنا چاہیے، جب نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ ماں باپ، بہن بھائی، میاں بیوی اور دوست احباب سمیت سب کے سب رشتے ناطے دَم توڑ چکے ہوں گے اور ہر کسی کو اپنی فکر لاحق ہوگی، ایسی بے یار و مددگاری کے عالم میں اگر کسی کو کوئی سفارشی میسر آجائے اور کوئی ساتھ دینے والا مل جائے تو خوشی کا کیا ٹھکانہ ہوگا۔

لیکن یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جیسے قرآن اپنے پڑھنے والے کے حق میں سفارشی بن سکتا ہے ایسے ہی قرآن سے لاتعلقی اختیار کرنے پر قرآن انسان کے خلاف حجت بھی بن سکتا ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں یوں بھی وارد ہوا ہے کہ:

" وَالْقُرْآنُ حُجَّةٌ لَكَ أَوْ عَلَيْكَ " (مسلم، رقم الحديث : ۲۲۳ ، كتاب الطهارة، باب فضل الوضوء)

’’قرآن تمہارے حق میں حجت ہے یا تمہارے خلاف حجت ہے‘‘ (مسلم)

یعنی قرآن یا تو تمہارے حق میں اللہ تعالیٰ سے سفارش کرے گا اور یا پھر تمہارے خلاف سفارش

کرے گا۔سوابھی دنیا میں ہمارے پاس موقع ہے، چاہیں تو قرآن پڑھ کراوراس کے ساتھ تعلق مضبوط بنا کراسے اپنے حق میں سفارشی بنالیں اور یا پھراسے پڑھنا چھوڑ کراور لاتعلقی اختیار کر کے اپنے خلاف سفارشی بنالیں۔ فیصلہ ہمارا اپنا ہے۔عقل مندی کا تقاضا یہی ہے کہ قرآن کے ساتھ اپنا رشتہ اور تعلق مضبوط بنایا جائے۔تاکہ اس کے منافع اور برکات سے دنیا،قبر اور آخرت میں ہم بہرہ ور ہوسکیں۔

قرآن مجید کسی انسان کی کتاب نہیں بلکہ یہ اللہ کی کتاب اور اس کا کلام ہے، جو یقیناً دیگر تمام کتب اور کلاموں سے ممتاز اور بے مثل صفات کا حامل ہے۔دنیا جہان کی کوئی کتاب ایسی نہیں کہ اسے بغیر سمجھے پڑھا جائے اور وہ انسان کو فائدہ بھی دے۔فقط اللہ کی کتاب ایسی ہے کہ جسے بغیر سمجھے بھی پڑھا جائے تو سراسر خیر ہی خیر اور فائدہ ہی فائدہ ہے۔اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

”مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللَّهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ، وَالحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا، لَا أَقُولُ الم حَرْفٌ، وَلَكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيمٌ حَرْفٌ“ (سنن الترمذی ، رقم الحديث : ۲۹۱۰ ، ابواب فضائل القرآن ، باب ما جاء فيمن قرأ حرفا من القرآن ماله من الأجر) [1]

”جس نے اللہ کی کتاب میں سے ایک حرف پڑھا اس کے لیے ایک نیکی ہے،اور ایک نیکی (کا بدلہ) دس نیکیوں کے برابر ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ ”الم“ ایک حرف ہے بلکہ الف الگ حرف ہے، لام الگ حرف ہے اور میم الگ حرف ہے“ (ترمذی)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمارے لیے کیسا زبردست انعام ہے کہ ایک ایک حرف پہ دس دس نیکیاں عطا ہوتی ہیں۔لہٰذا ہمیں قرآن کے ساتھ اپنا تعلق مضبوط بنانا چاہیے۔ہمیں چاہیے کہ اپنے چوبیس گھنٹوں میں سے کچھ وقت لازماً قرآن کے لیے مختص کریں،اور فقط قرآن کی تلاوت پر ہی اکتفانہ کریں بلکہ اس کے معانی ومطالب کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی بھی کوشش کریں۔یہی قرآن کے ساتھ بتائے لمحے کل قبر اور قیامت میں ہمارے کام آئیں گے اور یہاں دنیا میں ہمارے لیے سکون واطمینان کا ذریعہ بنیں گے۔

---

[1] حکم الالبانی : صحیح (حاشية سنن الترمذی)

Idara Ghufran

بسلسلہ: تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ محرم: نویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ محرم ۸۰۲ھ: میں حضرت ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب ابناسی مصری رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔ (حسن المحاضرة فی تاریخ مصر والقاهرة للسیوطی، ج ۱ ص ۴۳۸)

□......ماہِ محرم ۸۰۲ھ: میں حضرت برہان الدین ابراہیم بن موسیٰ بن ایوب ابناسی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج ۱ ص ۱۸۰)

□......ماہِ محرم ۸۰۳ھ: میں مشہور شاعر عزالدین ابواحمد حسن بن محمد بن علی عراقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج۵ ص ۱۳۹)

□......ماہِ محرم ۸۰۸ھ: میں حضرت ابوزرعہ بن فہد محمد بن تقی محمد بن محمد بن ابی الخیر ہاشمی مکی شافعی رحمہ اللہ کی ولادت ہوئی (الضوء اللامع لأهل القرن التاسع للسخاوی، ج ۱۱ ص ۱۱۱)

□......ماہِ محرم ۸۱۰ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالعباس احمد بن حجی بن موسیٰ بن احمد بن سعد سعدی حسبانی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواة السنن والأسانید للفاسی، ج ۱ ص ۳۰۴)

□......ماہِ محرم ۸۱۰ھ: میں حضرت ابوبکر بن احمد بن عبدالرحمٰن مدنی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔ (ذیل التقیید فی رواة السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۳۳۸)

□......ماہِ محرم ۸۱۲ھ: میں امیرِ مکہ احمد بن ثقبہ بن رمیثہ بن ابی نمی محمد بن ابی سعد حسنی مکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی لیوسف بن تغری، ج ۱ ص ۲۵۹)

□......ماہِ محرم ۸۲۰ھ: میں حضرت ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم بن خلیل بن عبداللہ بن محمود بن یوسف بن تمام بعلی شرائحی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (ذیل التقیید فی رواة السنن والأسانید للفاسی، ج ۲ ص ۲۹)

□......ماہِ محرم ۸۱۵ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن علی بن محمد بن ابی بکر بن عبداللہ بن عمر بن عبدالرحمٰن زبیدی یمانی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (طبقات الشافعیة لابن قاضی الشبهة، ج۴ ص ۱۰)

□......ماہِ محرم ۸۱۶ھ: میں حضرت شیخ الشافعیۃ احمد بن حجی بن موسیٰ بن احمد بن سعد بن غشم بن

غزوان ترکی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۴ص ۱۴)

□......ماہِ محرم ۸۱۶ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ احمد بن ناصر بن خلیفہ بن فرج بن عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن ناصری باعونی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۴ص ۲۱ ،المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی ليوسف بن تغری، ج۲ص ۲۴۰)

□......ماہِ محرم ۸۲۵ھ: میں حضرت قاضی القضاۃ برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن عمر بن زیاد عجلونی دمشقی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۴ص ۷۴)

□......ماہِ محرم ۸۲۵ھ: میں حضرت برہان الدین ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن عیسیٰ بن عمر بن زیاد عجلونی شافعی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی ليوسف بن تغری، ج ۱ ص ۱۵۴)

□......ماہِ محرم ۸۲۵ھ: میں حضرت شیخ شمس الدین محمد بن احمد بن معالی حبتی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(المقصد الأرشد فی ذكر أصحاب الإمام أحمد لابنِ مفلح، ج ۲ ص ۳۶۷)

□......ماہِ محرم ۸۲۶ھ: میں حضرت بدرالدین محمود بن محمد اقصرائی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا۔

(بغية الوعاة فی طبقات اللغويين والنحاة للسيوطی، ج ۱ ص ۲۸۲)

□......ماہِ محرم ۸۳۱ھ: میں حضرت شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد بن موسیٰ عجلونی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(طبقات الشافعية لابن قاضی الشبهة ، ج۴ص ۱۰۰)

□......ماہِ محرم ۸۴۰ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن عمر بن یوسف بن علی حلبی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(بغية الوعاة فی طبقات اللغويين والنحاة للسيوطی، ج ۱ ص ۳۵۰)

□......ماہِ محرم ۸۴۰ھ: میں حضرت شہاب الدین احمد بن ابی بکر بن اسماعیل کنانی بوصیری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(حسن المحاضرة فی تاريخ مصر والقاهرة للسيوطی، ج ۱ ص ۳۶۳)

□......ماہِ محرم ۸۴۰ھ: میں حضرت ابراہیم بن عبدالکریم کردی حلبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی۔

(بغية الوعاة فی طبقات اللغويين والنحاة للسيوطی، ج ۱ ص ۴۱۸)

□......ماہِ محرم ۸۴۵ھ: میں حضرت احمد بن محمد بن احمد بن عمر بن یوسف بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ابی بکر شہابی تنوخی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا، آپ ابنِ عطار کے لقب سے مشہور تھے۔

(المنهل الصافی والمستوفی بعد الوافی ليوسف بن تغری، ج ۲ ص ۱۷۶)

مفتی غلام بلال

علم کے مینار

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

اسلامی فقہ کی ابتدائی تاریخ وترویج (قسط4)

گزشتہ قسط میں فقہاء واہلِ فتویٰ صحابہ کی تعداد اور اس سلسلہ میں علامہ ابنِ قیم جوزی کی تقسیم کردہ تین اقسام میں سے دو اقسام:

مکثّرون (یعنی وہ حضرات کہ جن کے فتاویٰ کثرت سے ہیں)

متوسّطون (یعنی وہ حضرات کہ جن کے فتاویٰ اصحابِ مکثّرون سے کم ہیں)

کا ذکر گزرا، ذیل میں فقہاء صحابہ کی تیسری قسم ''مقلّون'' کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۳)...... مقلّون

''مقلّون'' سے مراد وہ حضراتِ صحابہ ہیں کہ جن کی تعداد تو ''مکثّرون'' اور ''متوسّطون'' سے زیادہ ہے، مگر ان کے فتاویٰ کی تعداد ''مکثّرون'' اور ''متوسّطون'' سے کم ہے۔

ذیل میں ان میں سے چند مشہور صحابہ کے نام ذکر کیے جاتے ہیں:

حضرت ابودرداء	عبیدہ بن جراح	نعمان بن بشیر
ابومسعود	ابی بن کعب	ابوایوب انصاری
ابوطلحہ	ابوذر	اسامہ بن زید
جعفر بن ابی طالب	عقیل بن ابی طالب	عباس بن عبدالمطلب
حسن بن علی	حسین بن علی	براء بن عازب
مقداد بن اسود	ابومحذورہ	ابوشریح
ابوبرزہ اسلمی	ضحاک بن قیس	حبیب بن مسلمہ
عبداللہ بن اُنیس	حذیفہ بن یمان	عمار بن یاسر

عمرو بن عاص	ضحاک بن خلیفہ مازنی	حکم بن عمرو غفاری
عبداللہ بن جعفر برمکی	عوف بن مالک	عدی بن حاتم
عبداللہ بن ابی اوفیٰ	عبداللہ بن سلام	عمرو بن عبسہ
عتاب بن اسید	عثمان بن ابی عاص	عبداللہ بن سرجس
عبداللہ بن رواحہ	ابوقتادہ	عبداللہ بن ابوبکر
عبدالرحمٰن بن ابوبکر	عبداللہ بن عوف	سعد بن معاذ
سعد بن عبادہ	عبدالرحمٰن بن سہل	سمرۃ بن جندب
سہل بن سعد ساعدی	معاویہ بن حکم	ابوحذیفہ بن عتبہ
سلمہ بن اُکوع	زید بن ارقم	جریر بن عبداللہ
جابر بن سلمہ	حسان بن ثابت	حبیب بن عدی
عثمان بن مظعون	قدامہ بن مظعون	مالک بن حویرث
ابوامامہ باہلی	محمد بن مسلمہ	خالد بن ولید
طارق بن شہاب	ظہیر بن رافع	رافع بن خدیج
حکیم بن حزام	ہشام بن حکیم بن حزام	ثابت بن قیس
مغیرہ بن شعبہ	شرحبیل (دحیہ بن خلیفہ الکلبی)	بریدہ اسلمی
رُویفع بن ثابت	ابوحمید	ابواُسید
فضالہ بن عبید	عتبہ بن مسعود	بلال حبشی
عروہ بن حارث	ابوسعید معلیٰ	بشر بن اُرطاۃ
صہیب بن سنان	ابومحمد غامدیہ	ماعز
ابوعبداللہ بصری	ابویُسر	ابوسلمہ مخزومی
سعید بن زید	قرظہ بن کعب	وابصہ بن معبد اسدی
اسید بن حضیر	ثمامہ بن اثال	ابوغادیہ سلمی

عائذ بن عمرو	عمی بن سعلۃ	قیس بن سعد
عمرو بن مقرن	سوید بن مقرن	خباب بن ارت
ضمرہ بن فیض	ثوبان	ابو محمد مسعود بن اوس

رضی اللہ عنہم اجمعین

اور صحابیات میں درجِ ذیل اسماء شامل ہیں:

ام المومنین حضرت میمونہ	ام المومنین حضرت جویریہ	ام المومنین حضرت صفیہ
ام حبیبہ	سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا	فاطمہ بنت قیس
ام شریک	ام درداء	ام ایمن
ام عطیہ	ام یوسف	ام سلمہ
زینب بنت ام سلمہ	لیلیٰ بنت قانف	عاتکہ بنت زید بن عمرو
سہلۃ بنت سہیل	حولاء بنت تویت	

رضی اللہ عنہن اجمعین

مذکورہ حضرات میں بعض ایسے حضرات بھی ہیں کہ جن سے کسی مسئلہ میں صرف ایک یا دو فتاویٰ منقول ہیں۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان میں سے اکثر حضرات کے اگر فتاویٰ و منقول آراء کو جمع کیا جائے، تب بھی ایک چھوٹا سا مجموعہ ہی بنے۔ [1]

صحابہ اہلِ فتویٰ کے امام و رہنما ہیں

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَيَرَى الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ الَّذِي أُنْزِلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ هُوَ الْحَقَّ وَيَهْدِي

---

[1] والباقون منهم مقلون فى الفتيا، لا يروى عن الواحد منهم إلا المسألة والمسألتان، والزيادة اليسيرة على ذلك يمكن أن يجمع من فتيا جميعهم جزء صغير فقط بعد التقصى والبحث، وهم: أبو الدرداء، وأبو اليسر، وأبو سلمة المخزومى، وأبو عبيدة بن الجراح، وسعيد بن زيد، والحسن والحسين ابنا على، والنعمان بن بشير، وأبو مسعود، وأبى بن كعب، وأبو أيوب، وأبو طلحة، وأبو ذر ....فهؤلاء من نقلت عنهم الفتوى من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم (اعلام الموقعين، ج ۱، ص ۱۰ الى ۱۲)

Idara Ghufran

إِلٰى صِراطِ الْعَزِيزِ الْحَمِيدِ (سورة سبأ، رقم الآية ٦)

ترجمہ: اور (اے پیغمبر) جن لوگوں کو علم دیا گیا ہے، وہ خوب سمجھتے ہیں کہ آپ پر آپ کے رب کی طرف سے جو (قرآن) نازل کیا گیا ہے، وہ حق ہے، اور (اس ذات کا) راستہ دکھاتا ہے، جو کہ غالب ہے اور خوبیوں والا ہے (سورہ سباء)

مذکورہ آیت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی ایک خاص صفت بیان فرمائی گئی ہے کہ ان لوگوں کو اللہ کی طرف سے علم عطا کیا گیا ہے، اور اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ''أُوتُوا الْعِلْمَ '' سے مراد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب ہیں، اور اسی طرح ایک قول ان اہلِ کتاب کے بارے میں بھی ہے، جو بعد میں ایمان لے آئے تھے، جیسا کہ عبداللہ بن سلام اور آپ کے دیگر ساتھی وغیرہ، اور آیت کے عموم سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے ساتھ ساتھ ان لوگوں کو بھی شامل ہے، جو کہ ان کی اتباع کرنے والے ہیں، اور ان کے طریق پر چلنے ہیں، گویا کہ یہ آیت اپنی دلالت میں امت کے تمام مسلمانوں کو شامل ہے، جو کہ حق کا علم رکھتے ہیں۔ [1]

اور اسی تناظر میں حضرت لیث، حضرت ابنِ عباس کے مشہور شاگرد مجاہد سے نقل کرتے ہیں کہ ''علماء نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ہیں''۔ [2]

معلوم ہوا کہ صحابہ جیسا کہ امت کے امام ومقتدا ہیں، اسی طرح علماء واہلِ فتویٰ حضرات کے بھی امام وسردار ہیں، چونکہ ان حضرات کی تربیت نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی، اور اپنے قول وفعل اور عمل کے ذریعے ان حضرات کی اصلاح فرمائی، اس لیے ان حضرات کے اقوال وافعال اس امت کے لیے رہنمائی اور ہدایت کا درجہ رکھتے ہیں، خصوصاً وہ لوگ جو کہ امت کے مقتدا ہیں،

---

[1] وقال ابن عباس: هم أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم .وقيل جميع المسلمين، وهو أصح لعمومه (تفسير القرطبى، ج١٤، ص ٢٦١، سورة سبأ، تحت رقم الآية ٦)

ويرى الذين أوتوا العلم أى ويعلم أولو العلم من أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم ومن يطأ أعقابهم من أمته عليه الصلاة والسلام (روح المعانى، ج١١، ص ٢٨٣، سورة سبأ، تحت رقم الآية ٦)

[2] قال الليث عن مجاهد: العلماء أصحاب محمد – صلى الله عليه وسلم (اعلام الموقعين، ج١، ص ١٢)

Idara Ghufran

جیسا کہ علماء اور اہلِ فتویٰ حضرات۔ [1]

صحابۂ کرام باہم ایک دوسرے سے بھی سوال و جواب اور مشورہ کیا کرتے تھے، اور ایک دوسرے کے علمی مقام و رتبہ کے بھی معترف و قائل تھے، اور وقتاً فوقتاً اپنے تلامذہ واصحاب کو، دوسرے جلیل القدر صحابہ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا کرتے تھے۔

ذیل میں اس سلسلہ میں صحابہ اور ان کے تلامذہ وتابعین سے منقول کچھ واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے، جس سے صحابہ کی علمی و عملی شان اور ان کے ایک دوسرے کے لیے اس مرتبہ کے اعتراف واحترام اور دین کے معاملے میں ایک دوسرے سے رہنمائی حاصل کرنے اور ان کے فتاویٰ و آراء کے طریقے کا ثبوت ہوتا ہے۔

(1)......حضرت یزید بن عمیر فرماتے ہیں کہ جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا ہے، تو ہمارے استفسار پر آپ نے ہمیں وصیت فرمائی کہ علم کو چار افراد کے پاس تلاش کرو۔ ایک حضرت ابودرداء کے پاس، دوسرے حضرت سلمان فارسی کے پاس، تیسرے حضرت عبداللہ بن مسعود کے پاس اور چوتھے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہم کے پاس سے۔ [2]

(2)......ابواسحاق، عبداللہ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے زمانے میں شام اور کوفہ کے علماء، بعض مسائل میں علمائے مدینہ سے رجوع کیا کرتے تھے۔ [3]

(3)......امام شعبی فرماتے ہیں کہ صحابۂ کرام میں مختلف گروہ تھے، جو باہم ایک دوسرے استفتاء اور استفسار کیا کرتے تھے، چنانچہ ایک گروہ حضرت عمر، حضرت عبداللہ بن مسعود اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہم کا تھا، جو آپس میں ایک دوسرے سے فتوی اور مشورہ طلب کیا کرتے تھے، اور دوسرا گروہ حضرت علی، ابی بن کعب اور ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم کا تھا، جو باہم مشورہ اور فتویٰ طلب کیا

---

[1] وكما أن الصحابة سادة الأمة وأئمتها وقادتها فهم سادات المفتين والعلماء (اعلام الموقعين، ج ا ، ص ١٢)

[2] وقال يزيد بن عمير: لما حضر معاذ بن جبل الموت قيل: يا أبا عبد الرحمن أوصنا، قال أجلسونى، إن العلم والإيمان مكانهما من ابتغاهما وجدهما، يقول ذلك ثلاث مرات، التمس العلم عند أربعة رهط: عند عويمر بن أبى الدرداء، وعند سلمان الفارسى، وعند عبد الله بن مسعود، وعند عبد الله بن سلام (اعلام الموقعين، ج ا ، ص ١٢)

[3] وقال أبو بكر بن عياش عن الأعمش عن أبى إسحاق، قال: قال عبد الله: علماء الأرض ثلاثة، فرجل بالشام، وآخر بالكوفة، وآخر بالمدينة، فأما هذان فيسألان الذى بالمدينة، والذى بالمدينة لا يسألهما عن شىء (اعلام الموقعين، ج ا ، ص ١٢)

کرتے تھے۔ [1]

(4)......مشہور تابعی مسروق رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مابین علمی موازنہ کیا، تو میں نے دیکھا کہ ان اصحاب کے علم کی انتہاء درج ذیل چھ حضرات کے علم پر ہوتی ہے، جن میں حضرت علی، حضرت عمر، عبداللہ بن مسعو، زید بن ثابت، ابودرداء، ابی بن کعب رضی اللہ عنہم شامل ہیں (یعنی یہ چھ حضرات باقی اصحاب میں بلند درجہ کی علمی شخصیات تھیں، اور باقی حضرات بھی ان سے ہی استفادہ حاصل کیا کرتے تھے) پھر میں نے ان چھ حضرات میں موازنہ کیا، تو ان حضرات کے علم کی انتہا حضرت علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کے علم پر ہونے پر پائی۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کے مثال ایک تالاب کی مانند ہے کہ اگر ساری زمین کے لوگ بھی اس تالاب پر آ جائیں، تو وہ ان سب کو شکم سیر کر دے (یعنی ان حضرات کا علم ساری انسانیت کی شکم سیری کے لیے کافی ہے) [2]

(جاری ہے............)

---

[1] وقال الشعبی: ثلاثة یستفتی بعضهم من بعض: فکان عمر وعبد الله وزید بن ثابت یستفتی بعضهم من بعض، وکان علی وأبی بن کعب وأبو موسی الأشعری یستفتی بعضهم من بعض، قال الشیبانی: فقلت للشعبی: وکان أبو موسی بذاک؟ فقال: ما کان أعلمه، قلت: فأین معاذ؟ فقال: هلک قبل ذلک.

[2] وقال مسلم عن مسروق: شاممت أصحاب محمد – صلی الله علیه وسلم –؛ فوجدت علمهم ینتهی إلی ستة: إلی علی، وعبد الله، وعمر، وزید بن ثابت، وأبی الدرداء، وأبی بن کعب، ثم شاممت الستة فوجدت علمهم انتهی إلی علی وعبد الله .وقال مسروق أیضا: جالست أصحاب محمد – صلی الله علیه وسلم – فکانوا کالإخاذ: الإخاذة تروی الراکب، والإخاذة تروی الراکبین والإخاذة تروی العشرة، والإخاذة لو نزل بها أهل الأرض لأصدرتهم، وإن عبد الله من تلک الإخاذ (اعلام الموقعین، ج ۱، ص ۱۲)

پروپرائیٹر: وسیم ریاض

ریاض سٹیل فرنیچر اینڈ الماری سنٹر

ہمارے ہاں الماری، کیبنٹ، سیف، آفس فرنیچر وغیرہ دستیاب ہیں

Tel: 051-5500104
Ph: 051-5962645
Mob: 0333-5585721

دوکان نمبر: M-76,77
وارث خان بس سٹاپ، راولپنڈی

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ(قسط30) مفتی محمد ناصر

اولیاء کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بعض دعائیں

اسود بن ہلال محاربی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

لَمَّا وَلِیَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ قَامَ عَلَى الْمِنبَرِ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ أَلَا إِنِّي دَاعٍ فَهَيْمِنُوا اللهُمَّ إِنِّي غَلِيظٌ فَلَيِّنِّي، وَشَحِيحٌ فَسَخِّنِي، وَضَعِيفٌ فَقَوِّنِي (حلية الأولياء وطبقات الأصفياء، للأصبهاني، مصنف ابن ابی شیبة، رقم الحديث ۳۰۱۲۵) [1]

ترجمہ: جب عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ خلیفہ مقرر ہوئے تو وہ منبر پر چڑھے، اور اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی، پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں دعا کروں گا، اور تم آمین کہنا۔ اے اللہ! میں سخت ہوں، آپ مجھے نرم کردیں، اور مجھ میں بُخل ہے، آپ مجھے سخی بنادیں، اور میں ضعیف ہوں، آپ مجھے قوی کردیں (حلیہ، ابن ابی شیبہ)

عمرو بن میمون اودی رحمہ اللہ سے روایت ہے:

عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ كَانَ فِيمَا يَدْعُو: اللَّهُمَّ تَوَفَّنِي مَعَ الْأَبْرَارِ، وَلَا تُخَلِّفْنِي فِي الْأَشْرَارِ، وَأَلْحِقْنِي بِالْأَخْيَارِ (الادب المفرد للبخاری، رقم الحديث ۶۲۹، صحيح)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ کی دعاؤں میں سے ایک یہ دعا تھی کہ اے اللہ! مجھے نیک لوگوں کے ساتھ وفات دینا، اور مجھے بُرے لوگوں میں مت چھوڑنا، اور مجھے بہترین لوگوں کے ساتھ رکھنا (ادبُ المفرد)

---

[1] قال المحقق عبد العزيز بن محمد بن عبد المحسن: أبو نعيم: الحلية، إسناده صحيح، ابن سعد: الطبقات، عن جامع ابن شداد عن ذی قرابة له وإسناده صحيح إلى جامع بن شداد(محض الصواب فی فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب لابن المبرد الحنبلی المتوفی: 909 هـ، ج۲، ص ۶۴۰، الباب الستون: فی ذکر دعائه ومناجاته)

اور شعبی سے روایت ہے:

خَرَجَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ يَسْتَسْقِي بِالنَّاسِ، فَمَا زَادَ عَلَى الِاسْتِغْفَارِ حَتَّى رَجَعَ فَقَالُوا: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ مَا رَأَيْنَاكَ اسْتَسْقَيْتَ قَالَ: " لَقَدْ طَلَبْتُ الْمَطَرَ بِمَجَادِيحِ السَّمَاءِ الَّتِي تُسْتَنْزَلُ بِهَا الْمَطَرُ: فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا. وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ. اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيَزِدْكُمْ قُوَّةً إِلَى قُوَّتِكُمْ (مصنف عبدالرزاق، رقم الحديث ۴۹۰۲) [1]

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کے ساتھ (اللہ تعالیٰ سے) بارش طلب کرنے باہر تشریف لے گئے، اور آپ صرف استغفار کر کے واپس تشریف لے آئے، لوگوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! ہم تو سمجھ رہے تھے کہ آپ بارش طلب کریں گے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے بارش کو آسمان کی اُن جگہوں سے طلب کیا ہے، جہاں سے بارش برستی ہے، پھر عمر رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی (جس کا ترجمہ ہے):

''اپنے رب سے مغفرت مانگو، وہ بہت معاف کرنے والا ہے، وہ تم پر آسمان سے خوب بارشیں برسائے گا، اور تمہارے مال اور اولاد میں ترقی دے گا''

(اور یہ آیت بھی تلاوت کی، جس کا ترجمہ ہے):

اپنے رب سے مغفرت مانگو، پھر اسی کی طرف رجوع کرو، وہ تم پر آسمان سے موسلا دھار بارشیں برسائے گا، اور تمہاری موجودہ قوت میں مزید قوت کا اضافہ کرے گا (عبدالرزاق)

حسان بن فائد عبسی سے روایت ہے:

عَنْ عُمَرَ، أَنَّهُ كَانَ يَدْعُو :اللَّهُمَّ اجْعَلْ غِنَايَا فِي قَلْبِي وَرَغْبَتِي فِيمَا عِنْدَكَ وَبَارِكْ لِي فِيمَا رَزَقْتَنِي وَأَغْنِنِي عَمَّا حَرَّمْتَ عَلَيَّ (مصنف ابنِ

---

[1] قال المحقق عبد العزيز بن محمد بن عبد المحسن: ابن سعد، الطبقات، من طريق الواقدی .وابن أبی شيبة: المصنف، وإسناده صحيح إلى الشعبی .وأورده من طريق آخر متصل صحيح .المصنف، وابن شبه: تاريخ المدينة (محض الصواب فی فضائل أمير المؤمنين عمر بن الخطاب لابن المبرد الحنبلی المتوفی:909 هـ، ج۲، ص ۶۴۱، الباب الستون: فی ذكر دعائه ومناجاته)

ابی شیبۃ، رقم الروایۃ ۳۰۱۲۶)

ترجمہ: عمر رضی اللہ عنہ یہ دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میرے دل میں غنیٰ پیدا فرمادیں، اور میری رغبت اس میں ہو، جو آپ کے پاس ہے، اور جو آپ نے مجھے رزق دیا، اس میں میرے لئے برکت فرمایئے، اور جو آپ نے مجھ پر حرام فرمایا، اُس سے مجھے بے نیاز کردیجئے (ابنِ ابی شیبہ)

اور حضرت ابو عالیہ سے روایت ہے:

سَمِعْتُ عُمَرَ يَقُوْلُ اللّٰهُمَّ عَافِنَا وَاعْفُ عَنَّا (مصنف ابنِ ابی شیبۃ، رقم الروایۃ ۳۰۱۲۹)

ترجمہ: میں نے عمر رضی اللہ عنہ کو یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اے اللہ! ہمیں عافیت عطا فرمایئے، اور ہم سے درگزر فرمایئے (ابنِ ابی شیبہ)

مذکورہ احادیث وروایات سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی بعض دعاؤں کا علم ہوا، جن میں دنیا اور آخرت دونوں کی بھلائی کی دعائیں شامل ہیں۔

TOYOTA GENUINE PARTS
حافظ احسن: 0322-4410682
HONDA GENUINE PARTS
اشرف آٹوز
ٹویوٹا اور ہنڈا کے جینین اور رپلیسمنٹ باڈی پارٹس دستیاب ہیں
حافظ الیاس حافظ اسامہ
گلی نمبر 6، ہاری سٹریٹ، منٹگمری پارک، لاہور
0313 / 0333 -4410682
4318-C
چوک گوالمنڈی، راولپنڈی
Ph: 051- 5530500 / 5530555
ashrafautos.rawalpindi@gmail.com
Join us f on ashrafautos.rawalpindi

جلد1

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...معینُ المفتی

(2)...رَفْعُ التَّشْکِیْکِ عَنْ حِیْلَۃِ التَّمْلِیْکِ

(3)...غیرحنفی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم

(4)...اَلْمَشَاکِلُ الْحَاضِرَۃُ فِیْ حُرْمَۃِ الْمُصَاھَرَۃِ

(5)...تحقیق طلاق بالکتابۃ والاکراہ

(6)...مجنوں، غضبان اور سکران کی طلاق

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد2

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...صبح صادق وکاذب اوروقتِ عشاء کی تحقیق

(2)... کشفُ الغطاء عن وقتِ الفجر والعشاء

(3)...اشکالیات فلکیۃ وفقھیۃ حول تحدید مواقیت الصلاۃ.

(4)... کیفیۃُ التحقق من صحۃ مواقیت الصلاۃ فی التقاویم.

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد3

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...النظروالفکرفی مبدء السفر والقصر

(2)...بِدَایَۃُ السَّفَرِوَالْقَصْرِفِیْ حَالَۃِ الْحَضْرِوَالْمِصْرِ

(3)...منعُ مبدءِ السفر قبل مبدءِ القصر

(4)...جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفروقصر کا حکم

(5)...محرَم کے بغیر سفر کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان

جلد4

علمی و تحقیقی رسائل

(1)...خوارج سے متعلق احادیث کی تحقیق

(2)...کفار کے مخاطب بالفروع ہونے کا حکم

(3)...غیرُ اللہ کی نذرونیاز وذبح کا حکم

(4)...رؤیتِ باری تعالیٰ

(5)...قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعاء کرنے کا حکم

(6)...خواب میں زیارتِ نبوی ﷺ کا حکم

(7)...محفلِ حُسنِ قرائت کا حکم

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

جلد5

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... پاکستان کی موجودہ رؤیتِ ہلال کمیٹی کی شرعی حیثیت

(2)... مقدس اوراق کا حکم

(3)... قرآن مجید کو بغیر وضو چھونے کا حکم

(4)... خیرُ بقاعِ الارض کی تحقیق (یعنی شرعاً افضل ترین قطعۂ زمین کون سا ہے؟)

مصنف

مفتی محمد رضوان خان

جلد6

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... مجالسِ ذکر اور اجتماعی ذکر

(2)... جمعہ کے دن دُرود پڑھنے کی تحقیق

مصنف

مفتی محمد رضوان خان

جلد7

علمی و تحقیقی رسائل

متبرک مقامات و آثار کے فضائل و احکام سے متعلق

13 علمی، فقہی و تحقیقی رسائل کا مجموعہ

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

جلد8

علمی و تحقیقی رسائل

(1)... اجتہادی اختلاف اور باہمی تعصب

(2)... تفرّد کی حقیقت

مصنّف

مفتی محمد رضوان خان

ملنے کا پتہ

کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی

فون: 051-5507270

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

پارک کی ایک سیر

پیارے بچو! یہ کہانی تین دوستوں کی ہے۔ جن کا نام حسین عصام اور یاسر تھا۔ وہ تینوں روزانہ اکٹھے اسکول جاتے اور اکٹھے ہی شام کو کھیلنے جاتے۔ جب بھی گرمیوں کی چھٹیاں ہوتیں تو وہ تینوں کسی اچھے پارک میں جانے کا مشورہ کرتے تا کہ وہاں وہ مختلف قسم کے کھیل کھیلیں۔ اکثر وہ آپس میں ایک دوسرے کو لطیفے سناتے۔ عصام اور یاسر دونوں بہت تیز دماغ اور مذاق کا شوق رکھتے تھے۔ لیکن حسین بہت حساس اور کمزور دل کا مالک تھا۔

ایک دن وہ سب اکٹھے پارک کی طرف جا رہے تھے تا کہ وہاں جا کر وہ فٹ بال کھیلیں۔ اور وہ سب خوشی میں مست تھے۔ اور وہ ایک دوسرے کو لطیفے سنا رہے تھے اور ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ پارک نے سبزہ اور پھولوں کی چادر اوڑھ رکھی تھی اور سبزہ کی نشوونما تقریباً مکمل ہو چکی تھی۔ پارک میں ایک خوبصورت ہوا کا جھونکا سا چل رہا تھا۔

موسم بہت خوشگوار تھا اور ان سب کے پارک میں کھیلنے کے لیے بہت مناسب بھی تھا۔ اسی طرح ڈاکٹر محسن جو اسی محلے میں رہتے تھے جہاں وہ سب بچے رہتے تھے، اپنے بچے کو گود میں اٹھائے پارک میں ٹہل رہے تھے۔ ڈاکٹر محسن کا بچہ شکل وصورت سے ہوشیار لگ رہا تھا۔ جب وہ سب دوست پارک میں پہنچے تو حسین نے عصام سے پوچھا کہ وہ فٹ بال کہاں کھیلیں گے؟ دراصل وہ تینوں دوست کسی ایسی کھلی جگہ کی تلاش میں تھے جہاں وہ کسی رکاوٹ کے بغیر آرام سے کھیل سکیں۔ پارک کی دیواریں لوہے کی اس طرح بنی ہوئی تھیں کہ کوئی بھی باہر والا پارک کے اندر آسانی سے دیکھ سکتا تھا۔

جب بچے پارک کے داخل ہونے کے دروازے کے قریب ہی تھے، تو انہوں نے ڈاکٹر محسن کو اپنے بچے کے ساتھ پارک سے باہر آتے ہوئے دیکھا۔ اور پارک کے داخل ہونے کا دروازہ اتنا تنگ تھا کہ دو بندے ایک ساتھ اس دروازے سے نکل نہیں سکتے تھے۔ ڈاکٹر محسن نے سلام کیا لیکن وہ سب

اپنی باتوں میں مشغول تھے۔اور کیونکہ عصام اور یاسر مہذب اور سلیقے والے نہیں تھے۔اس لیے وہ دونوں ڈاکٹر محسن کو دھکیلتے ہوئے دروازے سے اندر داخل ہوگئے۔

دونوں بچوں کو اس غلطی کا احساس تک نہ ہوا جو انہوں نے کی تھی۔ان دونوں کے پارک میں داخل ہونے کے بعد یہاں تک کہ وہ پارک کے اندر چلے گئے تو حسین مسلسل باہر کھڑا ڈاکٹر محسن کے باہر آنے کا انتظار کر رہا تھا تا کہ وہ پہلے باہر آئیں تو یہ اندر جائے۔ڈاکٹر محسن کو ان دونوں کے اس طرح غیر مہذبانہ رویئے سے بہت صدمہ ہوا۔اور ڈاکٹر محسن نے ناپسندیدگی کا اظہار کیا۔وہ دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ یہ بچے کتنے غیر مہذب ہیں۔انہوں نے بڑوں کا احترام تک کرنا نہیں سیکھا۔

پھر ڈاکٹر محسن نے حسین سے کہا کہ وہ گزر جائے۔لیکن حسین نیک بچہ اور اچھے اخلاق والا تھا۔اس نے ڈاکٹر محسن سے کہا:

”شکریہ،آپ پہلے آئیں،میں آپ کے بعد گزر جاؤں گا“

ڈاکٹر محسن کو حسین کے اس عمل سے بہت تعجب ہوا اور تھوڑے سے مسکرائے اور گزر گئے۔ڈاکٹر محسن حسین سے بہت خوش ہوئے اور جب وہ وہاں سے گزر گئے تو حسین سے کہا:

”آپ بہت زیادہ دوسروں کا احساس کرنے والے ہو اور اپنے دوستوں جیسے نہیں ہو۔آپ کے اچھے اخلاق ہیں اور آپ ایسے بچے ہو جو دوسروں کا خیال رکھتا ہے“

ڈاکٹر محسن نے حسین کو سلام کیا اور اپنے گھر کی طرف روانہ ہوگئے۔حسین کو کھیل سے تھوڑی سی دیر ہوگئی اور اپنے دوستوں کو آواز دی جو اس کا انتظار کر رہے تھے۔کیا عصام اور یاسر کو حسین سے پہلے پارک میں داخل ہونے کا کوئی فائدہ ہوا؟ کیا ان کے لیے یہ مناسب نہ تھا کہ وہ ڈاکٹر محسن کو پہلے راستہ دے دیتے؟

پیارے بچو! یہ بات لازم ہے کہ ہم بڑوں کا احترام کریں اور انہیں پہلے گزرنے دیں اور کوئی بھی چیز انہیں پہلے استعمال کرنے دیں۔اس سے اللہ تعالیٰ بھی راضی ہوتے ہیں اور ہمارے اچھے اخلاق بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط19) مفتی طلحہ مدثر

شادی اور نکاح میں خواتین کے اختیارات (قسط4)

معزز خواتین! مہر سے متعلق یہ مذکور ہو چکا کہ مہر عورت کا حق ہے، جس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ لازم اور ضروری ہے، اور اگر شوہر کی نکاح کے موقع پر ہی اس کے ادا کرنے کی نیت وارادہ نہ ہو تو ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت وعید بیان فرمائی ہے۔

شریعت کی طرف سے شوہر پر مہر کی ذمہ داری ڈالی گئی ہے، جس میں یہ حکمت ہے کہ جو چیز انسان کو بغیر کسی عوض اور بدلہ کے مل جاتی ہے عموماً اس کی اہمیت اور قدر سے واقف نہیں ہوتا، اور زوجین کے باہمی رشتہ کی تو بنیاد ہی عزت، احترام، قدر اور محبت پر ہے، اگر چہ شوہر کو اللہ نے فوقیت دی ہے، لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ شوہر کے مقابلے میں بیوی کی کوئی عزت، احترام اور وقعت نہ ہو، اسی لیے شریعت نے نکاح کے وقت مہر کو مقرر کیا تا کہ عورت کی عزت واحترام کو واضح اور ظاہر کیا جائے۔

مہر کی مقدار

شریعت کی طرف سے مہر کی کوئی خاص مقدار متعین نہیں کی گئی، کہ جس سے زائد لینا بیوی کے لیے جائز نہ ہو، بلکہ مہر کی مقدار کے معاملے میں زوجین کو اختیار ہے خواہ جتنا بھی مہر مقرر کر لیں چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَإِنْ أَرَدْتُمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَكَانَ زَوْجٍ وَآتَيْتُمْ إِحْدَاهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَأْخُذُوا مِنْهُ شَيْئًا أَتَأْخُذُونَهُ بُهْتَانًا وَإِثْمًا مُبِينًا (سورة نساء رقم الآية ٢٠)

ترجمہ: اور اگر تم ایک بیوی کی جگہ دوسری بیوی لے آنے کا ارادہ ہی کر لو تو خواہ تم نے اسے ڈھیر سا مال ہی کیوں نہ دیا ہو، اس میں سے کچھ واپس نہ لینا۔ کیا تم اسے بہتان لگا کر اور صریح ظلم کر کے واپس لو گے؟ (سورہ نساء)

مذکورہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے ''قنطار'' کا لفظ ذکر کیا جس سے اکثر علماء نے بہت زیادہ مال مراد لیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ زیادہ مقدار میں مہر دینا جائز ہے، بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں لوگوں نے مہر میں بہت زیادہ مقدار مقرر کرنا شروع کردی تھی، جب حضرت عمر رضی اللہ کو اس کا علم ہوا تو انہوں نے مہر کی ایک خاص مقدار متعین کرنا چاہی، جس پر ایک عورت نے اسی آیت کا حوالہ دے کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو متوجہ کیا، جس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خاص مقدار تک مہر مقرر کرنے کا اپنا یہ فیصلہ واپس لے لیا۔ [1]

بعض فقہاء کے نزدیک جس طرح زیادہ مہر رکھنے کی کوئی مقدار متعین نہیں اسی طرح مہر کی کم از کم مقدار بھی مقرر نہیں، بلکہ جو مقدار بھی فریقین کے درمیان طے ہوجائے اسی کی پابندی لازم ہوجائے گی، البتہ فقہ حنفی میں مہر کی کم از کم مقدار ۱۰ درھم یا ۲ تولے ساڑھے ۷ ماشے چاندی ہے ،اس سے کم مہر مقرر کرنا فقہ حنفی میں درست نہیں، البتہ بہتر یہ ہے کہ مرد اور عورت دونوں کی حیثیت کو مدنظر رکھ کر مہر مقرر کیا جائے، نہ اتنا کم مہر مقرر کیا جائے کہ جس سے عورت کی حیثیت اور وقعت ہی ختم ہوجائے اور نہ اتنا زیادہ مہر مقرر کیا جائے کہ اس کے ادا کرنے سے ہی شوہر عاجز ہوجائے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مہر کو جس کا ادا کرنا آسان ہو، خیر و برکت والا قرار دیا ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال "اعظم النساء برکۃ ایسرھن صداقا" (مستدرک حاکم ،رقم الحدیث ۲۷۳۲،کتاب النکاح) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عورتوں میں عظیم برکت والی وہ ہے، جن کے مہر (ادا کرنا شوہر پر) آسان ہو (حاکم)

مذکورہ حدیث سے معلوم ہوا کہ آسان مہر والی عورت بابرکت ہے، مہر کی اتنی زیادہ مقدار متعین کردینا جس کی ادائیگی شوہر کے لیے باعث مشقت وحرج ہو، زوجین کے باہمی تعلقات پر سخت اثر انداز ہوتی ہے، اور یہ زیادتی بعض اوقات آپس میں نفرت پیدا ہونے کا سبب بن جاتی ہے،

---

[1] اس روایت کی سند پر کلام ہے، بعض حضرات نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔

[2] قال الحاکم :ھذا حدیث صحیح علی شرط مسلم ولم یخرجاہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

ان الرجل لیثقل صدقة امراته حتی یکون لها عداوة فی نفسه ،ویقول :قد کلفت الیک علق القربة او عرق القربة (سنن ابن ماجه،رقم الحديث ۱۸۸۷،کتاب النکاح ،باب صداق النساء) [1]

ترجمہ: مرد اپنی بیوی کا مہر زیادہ بھاری رکھتا ہے، پھر اس کے دل میں دشمنی پیدا ہوجاتی ہے، (بیوی مہر کا مطالبہ کرتی ہے اور یہ ادا نہیں کر پاتا) اور کہتا ہے کہ میں نے تیرے لیے مشکیزے اٹھانے کی یا اس میں خون پسینہ ایک کرنے کی مشقت برداشت کی (ابن ماجہ)

مذکورہ روایت سے واضح ہوتا ہے کہ زیادہ مہر مقرر کرنے کے بعد اس کی ادائیگی کے انتظام وکوشش میں شوہر کو محنت اور مشقت کرنی پڑتی ہے جس کی وجہ سے اس کے دل میں کئی مرتبہ بیوی کے لیے نفرت یا ناگواری بیٹھ جاتی ہے۔

مہرِ فاطمی کی مقدار

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات وبناتِ طاہرات کا جو زیادہ تر مہر مقرر فرمایا وہ پانچ سو درہم ہے، نبی علیہ السلام کا خود سے اپنی ازواج یا بنات میں سے کسی کا اس سے زیادہ مہر مقرر کرنا منقول نہیں، اسی کو عام طور پر مہرِ فاطمی کہا جاتا ہے، اور تولہ کے حساب سے اس کی مقدار ایک سو اکتیس تولہ چاندی بنتی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج مطہرات کے مہر کی اتنی مقدار ہی منقول ہے، چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں یہی مقدار مہر میں متعین کر لینا باعث برکت وخیر ہے، البتہ ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا مہر حبشہ کے بادشاہ حضرت نجاشی نے اپنی شان کے مطابق چار ہزار درھم مقرر کیا تھا، اور نبی علیہ السلام کی طرف سے اس کی ادائیگی بھی خود ہی کی تھی، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبول فرمایا تھا، اس لیے اگر کوئی شخص کسی خاص سبب سے مہر فاطمی سے زیادہ مہر مقرر کرنا چاہے جس میں فخر، نام آوری اور شہرت پسندی کی نیت نہ ہو تو یہ بھی جائز ہے۔

---

[1] قال شعيب الارنؤوط : صحيح لغيره وهذا اسناد حسن

بیوی کے لیے مہرِ مثل کا حق

پھر شریعت میں عورت کے حق مہر کی اتنی اہمیت وقدر ہے کہ اگر نکاح کے موقع پر مہر مقرر نہیں کیا گیا یا یہ بات طے کی گئی کہ عورت کو مہر دیا ہی نہیں جائے گا تب بھی عورت کو مہرِ مثل دیا جائے گا، اور ایسا ممکن نہیں کہ عورت بغیر کسی عوض اور بدلہ کے ہی مرد کے لیے حلال ہو جائے، اور مہرِ مثل سے مراد یہ ہے کہ اس عورت کے والد کے خاندان میں اس جیسی عورت کا جو مہر رکھا جاتا وہی مہر اس صورت میں اس عورت کا بھی ہوگا، اگرچہ اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ کس کس چیز میں مثل اور برابر ہونا معتبر ہے، فقہاء کی اپنی اپنی بیان کردہ تفصیل کے مطابق ایسی صورت میں اس عورت کے خاندان کی دوسری عورتوں میں حسن وجمال، عمر، کنوارے پن وغیرہ میں برابری کو دیکھا جائے گا اور بعض علمائے کرام کی رائے میں ادب، سلیقہ، تعلیم اور عمر وغیرہ میں بھی برابری کو دیکھا جائے گا، اس کے خاندان میں جو عورت ان سب چیزوں میں اس کے ہم پلہ اور برابر ہو، اسی عورت کے مہر کے برابر اس کا بھی مہر ہوگا۔

مہر میں کمی زیادتی کرنے کا حق واختیار

اکثر علمائے کرام کے نزدیک زوجین کو اس بات کی اجازت ہے کہ وہ باہمی اتفاق ورضامندی سے مہر میں کمی یا زیادتی کرلیں چنانچہ اگر باہمی اتفاق سے مہر میں اضافہ کردیا تو شوہر کے ذمہ اس اضافہ شدہ مہر کا ادا کرنا بھی ضروری ہو جائے گا، اسی طرح شریعت کی طرف سے عورت کو اختیار ہے کہ اگر وہ چاہے تو دلی رضامندی سے شوہر کے ذمہ اپنا واجب شدہ مہر معاف کردے، اس معاملے میں اس کو مکمل اختیار ہے۔ پھر مہر کی دو قسمیں ہیں ایک مہر معجّل ہوتا ہے جو نکاح کے موقع پر یا عورت کے طلب کرنے پر دیا جاتا ہے، جبکہ ایک مہر مؤجل ہوتا ہے جو کسی متعین مدت کے لیے مؤخر ہوتا ہے، اگر مہر معجّل ہو تو بیوی کو اس بات کا اختیار ہے کہ جب تک اپنا مہر وصول نہ کرلے تب تک شوہر کو کسی قسم کا تعلق قائم کرنے سے روک دے اور اس کے ساتھ کسی دوسرے شہر سفر پر بھی نہ جائے، اگر بیوی اپنا حق وصول کرنے کے لیے ایسا کرے تو شرعاً وہ بالکل قابل ملامت نہیں ہے۔

Iqra Ghufran

سلام کرنے کے آداب اور غیروں کے طور و طریقے اپنانے سے بچنے کا حکم

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ تَشَبَّهَ بِغَيْرِنَا فَلَيْسَ مِنَّا، وَلاَ تُسَلِّمُوْا بِتَسْلِيمِ الْيَهُودِ وَالنَّصَارٰى ، فَإِنَّ تَسْلِيمَ الْيَهُودِ بِالْأَكُفِّ ، وَتَسْلِيمَ النَّصَارَى بِالْإِشَارَةِ.

ترجمہ: نبی ﷺ نے فرمایا کہ جس نے ہمارے غیروں (یعنی کافروں) کے ساتھ تشبہ اختیار کی، وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے، اور تم یہود و نصاریٰ کے سلام کی طرح سلام نہ کرو، اور یہود کا سلام ہتھیلی کے اشارے سے اور نصاریٰ (عیسائیوں) کا سلام انگلیوں کے اشارہ سے ہوتا ہے (مسند الشاميين للطبراني رقم الحديث 489)

مذکورہ حدیث میں غیروں یعنی کافروں کی مشابہت اور طور و طریقہ اپنانے سے منع کیا گیا ہے، یہاں تک ان کے طریقہ پر سلام کرنے سے بھی منع کیا گیا، کیونکہ یہود و نصاریٰ زبان سے سلام نہیں کرتے، بلکہ سلام کے اشارہ پر اکتفاء کرتے ہیں، خواہ ہتھیلی کے اشارہ پر یا انگلی کے اشارہ پر اکتفاء کریں، اور ہمیں اس طرح سلام کرنے سے بچنا چاہیے، اور زبان سے سلام کرنا چاہیے، پھر اگر زبان سے سلام کرنے کے ساتھ ساتھ کسی کے دُور ہونے کی وجہ سے اسے مطلع کرنے کے لیے ہاتھ سے اشارہ بھی کرنا پڑ جائے، تو اس کی ضرورت میں گنجائش ہے، اور اس میں ان کے ساتھ تشبہ نہیں، کیونکہ اصل سلام تو زبان سے کیا گیا، جس میں ان کی مخالفت ہوگئی، اور اشارہ بھی ضرورت کی وجہ سے کیا گیا، بلا ضرورت نہیں۔

Savour Foods®

RAWALPINDI
Gordon College Road
Tel: 5532556-8,Fax: 5531923

ISLAMABAD
Blue Area
Tel:2348097-9

Lahore
Shama Chowk
Ferozpur Road
Tel: 37422635,37422640

Pindi Cricket Stadium
Tel:4855019 , 4855021

Melody Food Park
Tel:2873300

www.savourfoods.com.pk

نمازِ جمعہ کے لیے جلدی حاضر ہونے کی فضیلت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسولُ اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن ایسا غسل کیا جیسے جنابت اور ناپاکی سے غسل کیا جاتا ہے (کہ وہ بہت اچھی طرح اہتمام سے کیا جاتا ہے) پھر وہ (صبح سویرے پہلی ساعت میں) جمعہ کی نماز کے لئے گیا تو وہ (اجر وثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اُس نے ایک اونٹ (اللہ کے راستے میں) پیش کیا اور جو دوسری ساعت میں گیا وہ (اجر وثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) گائے پیش کی، اور جو تیسری ساعت میں گیا (وہ اجر وثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) سینگوں والا (اچھی نسل کا) مینڈھا پیش کیا اور جو چوتھی ساعت میں گیا (وہ اجر وثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) مرغی پیش کی اور جو پانچویں ساعت میں گیا وہ (اجر وثواب میں) ایسا ہے، جیسا کہ اس نے (اللہ کے راستے میں) ایک انڈا پیش کیا، پھر جب امام (خطبہ کے لئے) نکل آتا ہے تو (مسجد میں درجہ بدرجہ آنے والوں کے نام لکھنے والے) فرشتے (مسجد کے اندر) حاضر ہوجاتے ہیں اور خطبہ سننے لگتے ہیں (اور اپنے صحیفے ورجسٹر بند کر دیتے ہیں) (بخاری، حدیث نمبر 881، مسلم 850 "10")

معلوم ہوا کہ نمازِ جمعہ کے لیے خطبہ سے پہلے پہلے آنے والے افراد مخصوص فضیلت کے بھی مستحق ہوتے ہیں۔

حق تلفی پر وبال

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ -صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -قَالَ لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ إِلٰى أَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ (مسلم، رقم الحديث2582"60")

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن صاحبِ حقوق کو ان کے حقوق ضرور دلائے جائیں گے، یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کا بدلہ سینگ والی بکری سے بھی دلوایا جائے گا (مسلم)

مذکورہ حدیث میں حقوق کی ادائیگی کے اہتمام کی طرف خاص توجہ دلائی گئی ہے، اور جن جن کے حقوق انسان پر واجب ہوں، ان کی ادائیگی بھی انسان کے ذمہ واجب رہتی ہے، جب تک کہ ان کو ادا نہ کرلیا جائے، بصورتِ دیگر ان کی ادائیگی بروز قیامت دلوائی جائے گی۔

اور اسی طرح کسی مسلمان کو تکلیف پہنچانے، ظلم و زیادتی کرنے کی صورت میں بھی بروزِ قیامت مذکورہ شخص کو اس کا بدلہ دلوایا جائے گا، اور بعض دفعہ اس کا وبال دنیا میں بھی آن پڑتا ہے۔

اور اس کی اہمیت اس طرح بیان کی گئی کہ اگر کسی بے سینگ والے جانور نے کسی سینگ والے جانور کو بھی مارا ہوگا، تو بروز قیامت اس جانور کو سینگ عطا کر کے اس کا بدلہ دلوایا جائے گا، اس لیے حقوق کی ادائیگی کا اہتمام کرنا چاہئے، اور دوسرے کو تکلیف پہنچانے سے بھی بچنا چاہئے۔

CANNON PRIMAX PLUS
15 سالہ گارنٹی
051-5517039
0300-8559001
نذیر سنز
Cannon not selling a mattress but a good night sleep
418-خان بلڈنگ بابو بازار، صدر راولپنڈی

جنت کا ایک چھوٹا سا ٹکڑا، دنیا اور اس کی چیزوں سے بہتر ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ مَوْضِعَ سَوْطٍ فِي الْجَنَّةِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا، اِقْرَءُوْا إِنْ شِئْتُمْ: فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ (سنن الترمذي، رقم الحديث 3013)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک کوڑا (یا لاٹھی) رکھنے کی جگہ، دنیا اور اس کی چیزوں سے بہتر ہے، اگر چاہو تو (سورہ آلِ عمران کی) یہ آیت پڑھ لو کہ:

فَمَنْ زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ.

"پس جو شخص آگ سے بچا لیا گیا، اور جنت میں داخل کر دیا گیا، تو بلاشبہ وہ کامیاب ہو گیا، اور نہیں ہے دنیا کی زندگی مگر دھوکہ کا سامان (ترمذی)

یعنی جنت کا ایک ادنیٰ سا مقام بھی دنیا اور اس کی چیزوں سے بہتر ہے، اس لیے دنیا سے دھوکہ کھا کر اور اس کے کھیل تماشے میں مگن ہو کر اپنے آپ کو جنت سے محروم نہیں کرنا چاہئے، بلکہ شریعت کے بتائے ہوئے طریقے پر چل کر، دنیا و آخرت دونوں کی کامیابی حاصل کرنی چاہئے۔

نیو عباسی الیکٹرونکس
بااختیار ڈیلر
Dawlance
CORONA
UNITED
فریج، ڈیپ فریزر، واشنگ مشین، جوسر، استری، گیزر، کچن کی تمام ورائٹی
بہترین ہوم سروس دی جاتی ہے
Deals in: All kind of Electric & Gas Appliances
شہناز پلازہ، چاندنی چوک، مری روڈ راولپنڈی۔ فون: 0321-5365458, 051-4906381

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

کعبہ کو دیکھنے کے وقت دعاء کا حکم (قسط4)

(فصل نمبر4)

رؤیتِ کعبہ پر دعاء کے وقت رفعِ یدین کی روایات

بعض روایات سے بیتُ اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت ملتا ہے، ساتھ ہی ان کی اسناد پر بھی کلام ہے، آگے اس طرح کی روایات اوران کی اسناد کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ابنِ جریج کی مرسل روایت

امام شافعی نے سعید بن سالم سے، انہوں نے ابنِ جریج سے روایت کیا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب بیتُ اللہ کو دیکھتے، تو اپنے ہاتھ اٹھاتے اور یہ دعاء کرتے کہ:

اللهم زد هذا البيت تشريفا ، وتعظيما ، وتكريما ، ومهابة ، وزد من شرفه ، وكرمه ممن حجه واعتمره تشريفا وتكريما وتعظيما وبرا. [1]

اس حدیث میں بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر مذکورہ دعا کا ذکر ہے، لیکن ایک تو اس میں پہلی مرتبہ دیکھنے کا ذکر نہیں، بلکہ ''**كان اذا رأى البيت رفع يديه**'' کے الفاظ ہیں، جن میں شرط اور جزاء کے طور پر یہ عمل مذکور ہے، یعنی جب بیت اللہ کو دیکھتے تھے، تب یہ دعا پڑھتے تھے۔

دوسرے مذکورہ دعا کے الفاظ انتہائی مختصر ہیں، جن کو پڑھنے کے لیے ٹھہرنا ضروری نہیں، بلکہ چلتے چلتے بھی پڑھنا بہت آسان ہے، تاہم یہ حدیث مرسل بلکہ معضل ہے، اوراس حدیث میں مذکور

[1] أخبرنا سعيد بن سالم ، عن ابن جريج ، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان إذا رأى البيت رفع يديه ، وقال : اللهم زد هذا البيت تشريفا ، وتعظيما ، وتكريما ، ومهابة ، وزد من شرفه ، وكرمه ممن حجه واعتمره تشريفا وتكريما وتعظيما وبرا (مسند الشافعي، رقم الحديث ٥٩٥)

Idara Ghufran

ایک روای ’’سعید بن سالم‘‘ پر بعض محدثین نے جرح کی ہے۔ [1]

لیکن پیچھے فصل نمبر 2 میں مکحول کی مرسل حدیث میں تھوڑے بہت الفاظ کے فرق کے ساتھ مذکورہ دعا کے پڑھنے کا ذکر گزر چکا ہے، جس کی سند اس مندرجہ بالا حدیث کی سند سے بہتر ہے، مگر مکحول کی اس گزشتہ مرسل حدیث میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں۔

مکحول کی مرسل روایت

امام بیہقی نے ثوری سے، انہوں نے ابوسعید شامی سے، انہوں نے مکحول سے روایت کیا ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب مکہ میں داخل ہوئے، پھر بیت اللہ کو دیکھا، تو اپنے ہاتھ اٹھائے اور تکبیر پڑھی اور یہ دعا کی:

---

[1] قال ابن حجر: هذا حديث معضل، لأن ابن جريج ليس له سماع من صحابى وإن كان له إدراک، فبينه وبين النبى صلى الله عليه وسلم اثنان أو أكثر. وقد أخرجه البيهقى من طريق الشافعى(نتائج الأفكارفى تخريج أحاديث الأذكار، لابن حجر العسقلانى،، كتاب أذكار الحج،قوله :فصل وإذا صل المحرم إلى حرم مكة)

و قال ابن الملقن: قال البيهقى :هذا منقطع .وقال ابن الصلاح والنووى :مرسل معضل .وقال صاحب الإمام :معضل فيما بين ابن جريج والنبى -صلى الله عليه وسلم .-وقال المنذرى :هكذا حدث به الشافعى منقطعا .وقال :ليس فى رفع اليدين شىء أكرهه ولا أستحبه عند رؤية البيت وهو عندى حسن .قال البيهقى: وكأنه لم يعتمد على الحديث لانقطاعه .قلت :وسعيد بن سالم هو القداح، وقد علمت حاله فى أواخر الباب قبله(البدر المنير ، لابن الملقن، ج٦،ص١٧٣ ، كتاب الحج ،باب دخول مكة وما يتعلق به،الحديث الرابع)

و قال ابن حجر: د س -سعيد "بن سالم القداح أبو عثمان المكى خراسانى الأصل ويقال كوفى سكن مكة روى عن أيمن بن نابل وعبد الله بن عمر وموسى بن على بن رباح وابن جريج وكثير بن زيد الأسلمى ومالک بن مغول وإسرائيل والثورى وغيرهم وعنه ابنه على وابن عيينة وهو أكبر منه وبقية ويحيى بن آدم وأسد بن موسى وهو من أقرانه والشافعى وابن أبى عمر وأبو عمار المروزى وعبد الوهاب بن نجدة الحوطى وعلى بن حرب وغيرهم قال الدورى وغيره عن ابن معين ليس به بأس وقال عثمان الدارمى عن ابن معين ثقة قال عثمان ليس بذاک الحديث وقال أبو زرعة هو عندى إلى الصدق ما هو وقال أبو حاتم محله الصدق وقال أبو داود صدوق يذهب إلى الإرجاء وقال النسائى ليس به بأس وقال ابن عدى حسن الحديث وأحاديثه مستقيمة وهو عندى صدوق لا بأس به مقبول الحديث قلت وقال يعقوب الفسوى كان له رأى سوء وكان داعية يرغب عن حديثه وقال العجلى كان يرى الإرجاء وليس بحجة وقال البخارى يرى الإرجاء وكذا قال ابن حبان وزاد ويهم فى الأخبار حتى يجىء بها مقلوبة حتى خرج عن حد الاحتجاج به وقال ابن البرقى عن ابن معين كانوا يكرهونه قال الساجى ثنا الربيع سمعت الشافعى يقول كان سعيد القداح يفتى بمكة ويذهب إلى قول أهل العراق قال الساجى وهو ضعيف وقال العقيلى كان يغلو فى الإرجاء وقال الصريفينى مات قبل المائتين(تهذيب التهذيب،لا بن حجر العسقلانى ،ج٤،ص٣٥،تابع لحرف السين،من اسمه سعيد)

”اللهم أنت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام“ [1]

لیکن علامہ ابنِ حجر وغیرہ نے فرمایا کہ اس روایت میں ”محمد بن سعید شامی المصلوب“ راوی کی محدثین نے تکذیب کی ہے، امام احمد نے فرمایا کہ اس شخص نے چار ہزار احادیث گھڑی ہیں، اور اس کو زندیق ہونے کی وجہ سے منصور نے قتل کیا۔ [2]

جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ روایت نہ خود قابلِ استدلال بننے کی صالحیت رکھتی، اور نہ ہی کسی

---

[1] وروينا في حديث الثوری، عن أبی سعيد الشامی، عن مكحول، قال: كان النبی صلی الله عليه وسلم إذا دخل مكة فرأى البيت رفع يديه وكبر وقال: اللهم أنت السلام ومنك السلام فحينا ربنا بالسلام ثم ذكر الدعاء الذی رواه الشافعی(السنن الصغير للبيهقی،رقم الحديث ١٦٠٩، ،باب دخول مكة)

[2] قال ابن حجر......: حديث: أنه -صلى الله عليه وسلم- كان إذا رأى البيت رفع يديه ثم قال: اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة، وزد من شرفه وعظمه ممن حجه أو اعتمره تشريفا وتكريما وتعظيما ومهابة وبرا. البيهقی من حديث سفيان الثوری، عن أبی سعيد الشامی، عن مكحول به مرسلا، وسياقه أتم، وأبو سعيد هو محمد بن سعيد المصلوب كذاب. ورواه الأزرقی فی تاريخ مكة من حديث مكحول أيضا(التلخيص الحبير فی تخريج أحاديث الرافعی الكبير، ج٢،ص٥٢٦،كتاب الحج،باب دخول مكة وبقية أعمال الحج إلى آخرها)

و قال العينی......: وقال: أبنا سعيد، عن ابن جريج " :أن النبی -عليه السلام- كان إذا رأى البيت رفع يديه، وقال: اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة، وزد من شرفه وكرمه ممن حجه أو اعتمره تشريفا وتكريما وتعظيما وبرا ."ذكره البيهقی .قلت :هذا معضل، وقال البيهقی :وله شاهد مرسل، ثم أخرج عن الثوری عن أبی سعيد الشامی، عن مكحول، قال " :كان النبی -عليه السلام- إذا دخل مكة فرأى البيت رفع يديه وكبر، وقال :اللهم أنت السلام ومنك السلام؛ فحينا ربنا بالسلام، اللهم زد هذا البيت تشريفا " ...إلى آخر ما ذكره .قلت :قال الذهبی :هذا منقطع، وأبو سعيد هذا لا يعرف، ولعله ذاك المصلوب(نخب الأفكار فی تنقيح مبانی الأخبار فی شرح معانی الآثار،ج٩،ص٣٥٠،كتاب مناسك الحج،باب :رفع اليدين عند رؤية البيت)

و قال ابن حجر......: محمد "بن سعيد بن حسان ابن قيس الأسدی الشامی المصلوب هو ابن أبی زينب وابن زكريا وابن أبی الحسن وابن حسان دلسوه عن مكحول وعنه الثوری(لسان الميزان،للعسقلانی،ج٧،ص٣٦٠،حرف الميم)

و قال ايضاً......: محمد بن سعيد بن حسان بن قيس الأسدی الشامی المصلوب ويقال له بن سعد بن عبد العزيز أو بن أبی عتبة أو بن أبی قيس أو بن أبی حسان ويقال له بن الطبری أبو عبد الرحمن وأبو عبد الله وأبو قيس وقد ينسب لجده قيل إنهم قلبوا اسمه على مائة وجه ليخفى كذبوه وقال أحمد بن صالح وضع أربعة آلاف حديث وقال أحمد قتله المنصور على الزندقة وصلبه من السادسة ت ق (تقريب التهذيب،لا بن حجر العسقلانی،ص٤٠٠،حرف اللام)

دوسری روایت کا شاہد و موید بننے کی صلاحیت رکھتی "لشدید الضعف"۔ واللہ اعلم۔
(ملاحظہ ہو: ردالمحتار، کتاب الطهارة، سنن الوضوء)

اس سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ مذکورہ حدیث سے جو بعض حضرات نے یہ استدلال کیا ہے کہ اس میں مکہ میں داخل ہوکر بیت اللہ کو دیکھنے پر مذکورہ دعا کے ذکر سے پہلی مرتبہ بیت اللہ کو دیکھنے اور ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت ہوتا ہے، یہ استدلال درست نہیں، کیونکہ مذکورہ روایت سند کے اعتبار سے قابلِ استدلال نہیں، اور گر اس کی سند کو معتبر ماننے پر اصرار کیا جائے، تو بھی مذکورہ استدلال محلِ نظر ہے، کیونکہ اس میں ایک امرِ واقعہ کا بیان ہے، جس کو عموم نہیں ہوتا، اور دوسری روایات سے رؤیت الی البیت اور نظر الی البیت یا دخول المسجد کے وقت اس مخصوص دعا کا عموم معلوم ہوتا ہے۔

علاوہ ازیں مذکورہ روایت میں جس دعا کا ذکر ہے، یہی دعا حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے بیت اللہ میں داخل ہوتے وقت بھی پڑھنا منقول ہے۔

پھر یہ دعا بھی بہت مختصر ہے، جس کو پڑھنے کے لیے ٹھہرنے کی ضرورت نہیں، اور آج کل جو طرزِ عمل لوگوں کا ہے، اس میں اور اس روایت کے مفہوم میں بونِ بعید اور فرقِ کبیر ہے۔

مکحول کی دوسری مرسل روایت

محمد بن عبداللہ ازرقی (المتوفی 250ہجری) اپنے دادا سے، وہ مسلم بن خالد سے، وہ ابنِ جریج سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے مکحول کی سند سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے کہ:

نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت اللہ کو دیکھتے، تو اپنے ہاتھ اٹھا کر یہ دعا کرتے کہ:

"اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة وزد من شرفه وكرمه ممن حجه واعتمره تشريفا وتعظيما وتكريما وبرا" [1]

---

[1] وحدثني جدي، عن مسلم بن خالد، عن ابن جريج، قال :حدثت عن مكحول، أنه قال : كان النبي صلى الله عليه وسلم إذا رأى البيت رفع يديه فقال :اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة وزد من شرفه وكرمه ممن حجه واعتمره تشريفا وتعظيما وتكريما وبرا ثم يقول الذي حدثني هذا الحديث :وذلك حين دخل النبي صلى الله عليه وسلم مكة، ابن جريج هو القائل(أخبار مكة، للأزرقي، ج ١، ص ٢٧٩، باب ما يقال عند النظر إلى الكعبة)

Idara Ghufran

مذکورہ روایت میں ''محمد بن سعید شامی'' راوی تو موجود نہیں، لیکن اس روایت میں مسلم بن خالد راوی پائے جاتے ہیں، جن کو اگرچہ ابنِ عدی نے ''حَسَنُ الحدیث'' قرار دیا ہے، لیکن دیگر محدثین نے ان پر جرح کی ہے، جن میں بعض جرحیں سخت بھی ہیں۔ [1]

اور علامہ ابنِ حجر نے ''تقریب التھذیب'' میں مسلم بن خالد کو ''صدوق، کثیر الاوھام'' کہا ہے۔ [2]

تاہم پیچھے ہماری طرف سے نقل کردہ دوسری فصل میں مکحول کی مرسل حدیث میں اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے معتبر سند کے ساتھ مذکورہ دونوں دعاؤں کے پڑھنے کا ثبوت گزر چکا ہے، مگر ان دونوں روایات میں ہاتھ اٹھانے کا ذکر نہیں۔

اور اگر مذکورہ روایت کو معتبر مان کر اس کے الفاظ پر غور کیا جائے، تو اس میں درجِ ذیل الفاظ ہیں:

''کان النبی اذا رأی البیت''

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت پڑھتے تھے، جس

---

[1] قال ابن حجر......: د ق -مسلم "بن خالد بن فروة ويقال بن المخزومي مولاهم أبو خالد الزنجي المكي الفقيه......قال عبد الله بن أحمد عن أبيه مسلم بن خالد كذا وكذا قال محمد بن عثمان بن أبي شيبة عن ابن معين وقال ابن المديني ليس بشيء وقال البخاري منكر الحديث يكتب حديثه ولا يحتج به يعرف وينكر وقال ابن عدي حسن الحديث وأرجو أنه لا بأس به.....وقال ابن سعد وتوفي في خلافة هارون سنة ثمانين ومائة بمكة وكان كثير الغلط في حديثه وكان في هديه نعم الرجل ولكنه كان يغلط وكان داود العطار أروج في الحديث منه وذكره أبن حبان في الثقات وقال كان من فقهاء الحجاز ومنه تعلم الشافعي الفقه قبل أن يلقى مالكا وكان مسلم بن خالد يخطيء أحيانا ومات سنة تسع وسبعين وقيل سنة ثمانين ومائة قلت وقال عثمان الدارمي عن بن معين ثقة قال عثمان ويقال إنه ليس بذاك في الحديث وقال الساجي صدوق كان كثير الغلط وكان يرى القدر قال الساجي وقد روى عنه ما ينفي القدر حدثنا أحمد بن محرز سمعت يحيى بن معين يقول كان مسلم بن خالد ثقة صالح الحديث......قرأت بخط الذهبي فهذه الأحاديث ترد بها قوة الرجل ويضعف والله تعالى أعلم وقال يعقوب بن سفيان سمعت مشائخ مكة يقولون كان لمسلم بن خالد حلقة أيام بن جريج وكان يطلب ويسمع ولا يكتب فلما احتيج إليه وحدث كان يأخذ سماعه الذي قد غاب عنه يعني فضعف حديثه لذلك وذكره بن البرقي في باب من نسب إلى الضعف ممن يكتب حديثه وقال الدارقطني ثقة حكاه بن القطان(تهذيب التهذيب،لا بن حجر العسقلاني ،ج١٠،ص١٢٩ ،بقية حرف الميم،من اسمه مسلم)

[2] مسلم ابن خالد المخزومي مولاهم المكي المعروف بالزنجي فقيه صدوق كثير الأوهام من الثامنة مات سنة تسع وسبعين أو بعدها د ق (تقريب التهذيب،لا بن حجر العسقلاني،ص٥٢٩ ،حرف الميم)

میں نہ تو پہلی مرتبہ دیکھنے کی قید ہے، اور نہ ہی بیت اللہ میں داخل ہونے کے وقت کی قید ہے، اور نہ ہی یہ دعا اتنی لمبی ہے کہ اس کو پڑھنے کے لیے ٹھہرنے کی ضرورت ہو، پھر عوام میں جو طریقہ وعقیدہ مشہور اور مروج ہے، اس پر اس سے کیسے استدلال کیا جاسکتا ہے۔

ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی روایت

عبداللہ واقدی نے ''المغازی'' میں ابنِ ابی سبرۃ سے، انہوں نے موسیٰ بن سعد سے، انہوں نے عکرمہ سے، انہوں نے ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں دن کے وقت مقامِ کدیٰ سے اپنی قصواء اونٹنی پر سوار ہوکر ابطح کی طرف داخل ہوئے، یہاں تک کہ بیت اللہ کے اس دروازہ کے قریب پہنچے، جس کو باب بنی شیبہ کہا جاتا ہے، پھر جب بیت اللہ کو دیکھا، تو اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے، تو آپ کی اونٹنی کی لگام گرگئی، جس کو آپ نے بائیں ہاتھ میں تھاما، پھر جب بیت اللہ کو دیکھا، تو یہ دعا پڑھی:

''اللهم زد هذا البيت تشريفا وتعظيما وتكريما ومهابة وبرا'' [1]

اس روایت میں بھی دعا مختصر ہے، اور اس کو پڑھنے کے لیے ٹھہرنے کی قید نہیں، اور نہ ہی اس بات کی قید ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے بعد پڑھی، پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ مذکورہ روایت میں ''ابوبکر ابنِ ابی سبرۃ'' راوی پائے جاتے ہیں، جن پر محدثین نے سخت جرح کی ہے، یہاں تک کہ ان کی طرف حدیث گھڑنے کی نسبت بھی کی ہے۔ [2]

---

[1] قال :فحدثنی ابن أبی سبرة، عن موسی بن سعد، عن عكرمة، عن ابن عباس رضی الله عنه، أن رسول الله صلی الله علیه وسلم دخل مكة نهارا من كدی علی راحلته القصواء إلی الأبطح، حتی دخل من أعلی مكة حتی انتهی إلی الباب الذی یقال له باب بنی شیبة .فلما رأی البیت رفع یدیه، فوقع زمام ناقته فأخذه بشماله .قالوا :ثم قال حین رأی البیت: اللهم زد هذا البیت تشریفا وتعظیما وتكریما ومهابة وبرا (المغازی، لعبد الله، الواقدی، ج٣، ص١٠٩٧، حجة الوداع)

[2] قال ابن حجر......: أبو بكر ابن عبد الله ابن محمد ابن أبی سبرة بفتح المهملة وسكون الموحدة ابن أبی رهم ابن عبد العزی القرشی العامری المدنی قیل اسمه عبد الله وقیل محمد وقد ینسب إلی جده رموه بالوضع وقال مصعب الزبیری كان عالما من السابعة مات سنة اثنتین وستین ق(تقریب التهذیب، ص١٢٣، تحت رقم الترجمة: ٧٩٧٣)

خود واقدی نے بھی محمد بن ابی سبرۃ کا حجت نہ ہونا بیان کیا ہے، اور محدثین نے ''ابنِ ابی سبرۃ'' کی طرف جھوٹ کی نسبت کی ہے، امام بخاری نے ایک روایت میں ان کو ''منکر الحدیث'' فرمایا، امام نسائی نے ان کو ''متروکُ الحدیث'' فرمایا، اور ابنِ عدی فرمایا کہ ''ان کی اکثر روایات محفوظ نہیں ہیں، اور یہ جھوٹی حدیث گھڑنے والے لوگوں میں شامل ہیں''۔ [1]

---

[1] قال فی تهذیب التهذیب......: ق -أبو بكر "بن عبد الله بن محمد بن أبی سبرة.........قال الواقدی فرأیت بن جریج قد أدخل منها فی كتبه وكان كثیر الحدیث ولیس بحجة وقال الآجری عن أبی داود مفتی أهل المدینة وقال صالح بن أحمد عن أبیه أبو بكر بن أبی سبرة یضع الحدیث وكان بن جریج یروی عنه وقال عبد الله بن أحمد عن أبیه لیس بشیء كان یضع الحدیث ویكذب قال لی حجاج بن محمد قال لی أبو بكر السبری عندی سبعون ألف حدیث فی الحلال والحرام وقال الدوری ومعاویة بن صالح عن ابن معین لیس حدیثه بشیء وقال الغلابی عن ابن معین ضعیف الحدیث وقال ابن المدینی كان ضعیفا فی الحدیث وقال مرة كان منكر الحدیث هو عندی مثل بن أبی یحیی وقال الجوزجانی یضعف حدیثه وذكره یعقوب بن سفیان فی باب من یرغب فی الروایة عنهم وقال البخاری ضعیف وقال مرة منكر الحدیث وقال النسائی متروک الحدیث وقال ابن عدی عامة ما یرویه غیر محفوظ وهو فی جملة من یضع الحدیث(تهذیب التهذیب، ج۱۲،ص۲۸،حرف الباء من الكنی)

و قال فی تهذیب الكمال......: ق :أبو بكر بن عبد الله بن محمد بن أبی سبرة ابن أبی رهم بن عبد العزی بن أبی قیس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لؤی بن غالب القرشی العامری السبری المدنی، قیل :اسمه عبد الله.......وقال عبد الله بن أحمد بن حنبل ، عن أبیه :لیس بشیء .كان یضع الحدیث ویكذب .قال لی حجاج :قال لی أبو بكر بن السبری :عندی سبعون ألف حدیث فی الحلال والحرام.

وقال عباس الدوری : سئل یحیی عن أبی بكر السبری، فقال :لیس حدیثه بشیء ، قدم هاهنا فاجتمع الناس علیه، فقال :عندی سبعون ألف حدیث إن أخذتم عنی كما أخذ ابن جریج وإلا فلا .قیل لیحیی :عرض؟ قال: نعم.وقال معاویة بن صالح ، عن یحیی نحو ذلک.

وقال الغلابی ، عن یحیی بن معین :ضعیف الحدیث.وقال أحمد بن سعد بن أبی مریم ، عن یحیی بن معین : لیس بشیء .وقال علی ابن المدینی : كان ضعیفا فی الحدیث، وكان ابن جریج أخذ منه مناولة.

وقال أیضا : كان منكر الحدیث، هو عندی مثل ابن أبی یحیی.وقال إبراهیم بن یعقوب الجوزجانی : یضعف حدیثه.وذكره یعقوب بن سفیان فی باب "من یرغب عن الروایة عنهم.

وقال البخاری : ضعیف.

وقال فی موضع آخر : منكر الحدیث.

وقال أبو عبید الآجری، عن أبی داود :مفتی أهل المدینة.

وقال النسائی : متروک الحدیث.

وقال أبو أحمد بن عدی : عامة ما یرویه غیر محفوظ، وهو فی جملة من یضع الحدیث(تهذیب الكمال فی أسماء الرجال، ج۳۳،ص۱۰٦،كتاب الكنی،باب الباء)

لہٰذا واقدی کی مذکورہ روایت، شدید ضعیف ہونے کی وجہ سے نہ تو خود سے قابلِ استدلال کہلائے جا سکتی اور نہ ہی کسی دوسری روایت کے لئے شاہد و مؤید قرار دیے جانے کی صلاحیت رکھتی۔

جو حضرات بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر مذکورہ دعاؤں کے پڑھنے کو مستحب قرار دیتے ہیں وہ مذکورہ احادیث و روایات سے استدلال کرتے ہیں، اور اس کی تائید میں بعض وہ روایات بھی پیش کرتے ہیں، جن میں بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

اور جو حضرات بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر مذکورہ دعاؤں کے پڑھنے کو مستحب قرار نہیں دیتے، وہ ان کے مقابلہ میں ان احادیث و آثار کو راجح سمجھتے ہیں، جن میں یہی دعائیں ہاتھ اٹھائے بغیر پڑھنے کا ذکر آیا ہے، نیز بعض احادیث میں بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانے کے ناپسندیدہ ہونے کا ذکر آیا ہے۔

اور جن احادیث و آثار میں ہاتھ اٹھانے کا ثبوت پایا جاتا ہے، ان کو وہ حضرات طواف کے آغاز پر نماز کی طرح ہاتھ اٹھانے پر محمول کرتے ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

اس طرح یہ اختلاف ایسا ہی ہو گیا، جیسا کہ آثار میں وتر کی نماز میں دعائے قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانے کا ذکر آیا ہے، بعض فقہائے کرام نے اس موقع پر ہاتھ اٹھانے کو تکبیرِ قنوت کہتے ہوئے نماز شروع کرنے کی طرح ہاتھ اٹھانے پر محمول کیا، جیسا کہ حنفیہ نے اپنے مشہور قول کے مطابق۔

اور بعض نے دعا کی طرح ہاتھ اٹھانے پر محمول کیا، کیونکہ یہ دعا کا موقعہ ہے، جیسا کہ شافعیہ و حنابلہ اور امام ابو یوسف وغیرہ نے۔ [1]

---

[1] اختلف الفقهاء فى رفع اليدين فى دعاء القنوت:

فذهب الحنفية فى الأصح والمالكية فى المشهور والشافعية فى مقابل الصحيح إلى أن المصلى لا يرفع يديه فى دعاء القنوت، لأنه دعاء فى صلاة فلا يسن فيه رفع اليدين قياسا على دعاء الافتتاح والتشهد.

وذهب الحنابلة والشافعية فى الصحيح وأبو يوسف فى رواية عنه إلى أن رفع اليدين فى دعاء القنوت مستحب للاتباع، ولأن عددا، من الصحابة رضى الله عنهم رفعوا أيديهم فى القنوت فعن أبى رافع أنه صلى خلف عمر رضى الله عنه فقنت بعد الركوع ورفع يديه وجهر بالدعاء . وكيفية رفعهما: أن يرفع يديه إلى صدره حال قنوته ويبسطها وبطونها نحو السماء .وقال ابن الجلاب من المالكية: أنه لا بأس برفع يديه فى دعاء القنوت (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۵، ص ۲۶۵ و ۲۶۶، مادة"يد")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

خلاصہ یہ کہ بیت اللہ کو دیکھنے یا بیت اللہ پر نظر پڑنے یا مسجدِ حرام میں داخل ہونے کے وقت مخصوص دعاء کا ثبوت تو اس درجہ میں پایا جاتا ہے کہ اس کو مستحب قرار دینے میں تامل کا اظہار نہ کیا جائے، لیکن موقع کی دعاء کے وقت، دعاء کے طور پر ہاتھ اٹھانے کا ثبوت ایسے درجہ میں نہیں پایا جاتا کہ جس کو مستحب قرار دینے میں تامل کی گنجائش نہ ہو۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

أما التكبير فلما روى عن على – رضى الله عنه – عن النبى – صلى الله عليه وسلم – أنه كان إذا أراد أن يقنت كبر وقنت .

وأما رفع اليدين فلقول النبى – صلى الله عليه وسلم – لا ترفع اليدين إلا فى سبعة مواطن وذكر من جملتها القنوت (بدائع الصنائع، ج ا ، ص ٢٧٣، كتاب الصلاة، فصل فى القنوت)

وأما رفع اليدين فى قنوت الوتر فلم أقف على حديث مرفوع فيه أيضا نعم جاء فيه عن بن مسعود من فعله فروى البخارى فى جزء رفع اليدين عن الأسود عن عبد الله رضى الله عنه أنه كان يقرأ فى آخر ركعة من الوتر قل هو الله أحد ثم يرفع يديه فيقنت قبل الركعة.

وقد عقد محمد بن نصر بابا بلفظ باب رفع الأيدى عند القنوت وذكر فيه عن الأسود أن عبد الله بن مسعود رضى الله عنه كان يرفع يديه فى القنوت إلى صدره.

وعن أبى عثمان النهدى كان عمر يقنت بنا فى صلاة الغداة ويرفع يديه حتى يخرج ضبعيه.

وكان أبو هريرة يرفع يديه فى قنوته فى شهر رمضان وعن أبى قلابة ومكحول أنهما كانا يرفعان أيديهما فى قنوت رمضان وذكر آثارا أخرى عن التابعين وغيرهم بعضها فى ثبوت رفع اليدين وبعضها فى نفيه من شاء الوقوف عليها فليرجع إلى كتاب قيام الليل.

وقد استدل الحنفية على ثبوت رفع اليدين فى قنوت الوتر كرفعهما عند التحريمة بهذه الآثار وفى الاستدلال بها على هذا المطلوب نظر إذ ليس فيها ما يدل على هذا بل الظاهر منها ثبوت رفع اليدين كرفعهما فى الدعاء فإن القنوت دعاء(تحفة الأحوذى بشرح جامع الترمذى،لمحمد عبد الرحمن المباركفورى، ج ٢،ص ٤٦٤،أبواب الوتر،باب ما جاء فى القنوت فى الوتر)

وقال بعض من يدعى العمل بالحديث :إن رفع اليدين فى القنوت مثل رفعهما وقت التحريمة لا أصل له ولا أثر من التابعين أيضا، وأثبت رجل حنفى فاضل لرغم أنف ذلک المدعى أثر ابن مسعود وأثر عمر الفاروق الأعظم أخرجهما البخارى فى جزء رفع اليدين فما طعنه على الأحناف إلا لجهله:

~وكم من عائب قولا صحيحا ...وآفته من الفهم السقيم.

ولنا فى رفع اليدين فى القنوت أثر إبراهيم النخعى أيضا أخرجه الطحاوى، ولى شبهة فى أثر عمر الفاروق فإن بعض الروايات يومى إلى أن رفع اليدين كان كرفع اليدين للدعاء لا مثل رفعهما عند التحريمة، وثبت رفع اليدين مثل رفعهما للدعاء عن أبى يوسف فى قنوت الوتر ذكر صاحب مراقى الفلاح عن الفرج مولى أبى يوسف وأتى الطحاوى عن أبى يوسف رفع اليدين فى قنوت الوتر مثل رفعهما عند التحريمة فإنه قال :فيجعل ظهر كفيه إلى وجهه إلخ، والتفصيل لرفع اليدين فى الطحاوى(العرف الشذى شرح سنن الترمذى،لمحمد أنور شاه الكشميرى، ج ا ،ص ٤٣٨،أبواب الوتر،باب ما جاء فى القنوت فى الوتر)

اس لیے اگر کوئی ان ادعیہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے استحباب کا قول کرے، اور اس کی تائید دوسرے دلائل سے بھی کرے، تو جس طرح اس کو راجح قرار دیئے جانے کی گنجائش ہے، اسی طرح اگر کوئی ان ادعیہ کے وقت ہاتھ اٹھانے کے استحباب کا انکار کرے، اور اس کی تائید میں دوسرے دلائل پیش کرے، تو اس کے راجح ہونے کی بھی گنجائش ہونی چاہیئے۔

حنفیہ اور مالکیہ کا اصل مذہب یہی ہے۔

لیکن بیت اللہ پر خصوصیت کے ساتھ پہلی نظر پڑنے پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کو مستحب اور اس کے بعد ہاتھ اٹھانے کو غیر مستحب قرار دینا، اور اوپر سے پہلی مرتبہ کی نظر کو حج یا عمرہ کی غرض سے آنے والے کے لئے پہلی مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہو کر بیت اللہ پر نظر پڑنے کے ساتھ خاص کرنا اور اس موقع کی دعا کی قبولیت واہمیت کو زیادہ مؤثر قرار دینا، جیسا کہ مشہور کر دیا گیا ہے، نہ تو کسی معتبر حدیث وروایت سے ثابت ہے اور نہ ہی اس کی ائمہ متبوعین میں سے کسی سے صراحت ملتی ہے۔

البتہ جب کوئی مسجدِ حرام کے باہر سے آنے والا شخص (خواہ مکہ وحرم کا باشندہ ہو یا غیر حرم کا اور خواہ حج کی غرض سے آئے یا عمرہ کی غرض سے یا طواف کی غرض سے یا پھر نماز کی غرض سے یا کسی اور کام کاج مثلاً مخصوص ڈیوٹی کی غرض سے) جب بھی مسجدِ حرام میں داخل ہو اور بیت اللہ پر نظر پڑے، وہ پہلی نظر کہلاتی ہے، اور مسجدِ حرام میں داخل ہونے یا بیت اللہ پر نظر پڑنے کی دعائیں عموماً اسی حالت اور موقعہ سے وابستہ ہیں۔

وہ الگ بات ہے کہ حج وعمرہ یا طواف وغیرہ کے باب میں زائرینِ حج وعمرہ کے آداب کو بیان کرتے ہوئے موقع محل کی مناسبت سے فقہائے کرام نے اکثر وبیشتر اس کا ذکر کیا ہے، لیکن حصر کے ساتھ انہوں نے بھی یہ حکم بیان نہیں کیا۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ مندرجہ بالا روایات میں مسجدِ حرام میں داخل ہونے یا بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت کی دعائیں انتہائی مختصر ہیں، جس طرح عام مساجد میں داخل ہونے کی دعائیں بھی مختصر ہیں، جن کے لیے کھڑے ہونے یا ٹھہرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی، بلکہ چلتے چلتے بھی ان دعاؤں کو بآسانی پڑھ لیا جاتا ہے، جیسا کہ پہلے گزرا۔

اور مسجدِ حرام میں طواف کی غرض سے آنے والے کا اصل ''تحیۃ'' طواف ہے، اس لیے اس تحیۃ کو بغیر کسی توقف اور وقفہ کے کرنا مستحب ہے۔

فقہائے کرام نے بھی اس کی تصریح کی ہے، جیسا کہ آگے آتا ہے۔ وَاللہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ.

(فصل نمبر5)

رؤیتِ کعبہ پر رفعِ یدین کے ناپسند ہونے کی روایات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کے ناپسندیدہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہ ہونے کا ذکر آیا ہے، جس کو بعض حضرات بالخصوص مالکیہ وحنفیہ نے مستدل بنایا ہے، اور اس کی سند کو ہاتھ اٹھانے کے ثبوت والی روایت کی سند سے بہتر قرار دیا ہے، جبکہ دیگر حضرات نے اس سے اختلاف کیا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کو کئی محدثین نے روایت کیا ہے، ذیل میں اس کی تفصیل ملاحظہ فرمایئے۔

ابوداؤد کی روایت

مہاجر مکی سے روایت ہے کہ:

سئل جابر بن عبد الله عن الرجل يرى البيت يرفع يديه؟ فقال: ما كنت أرى أحدا يفعل هذا إلا اليهود، قد حججنا مع رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فلم نكن نفعله (سنن أبى داود، رقم الحديث: ١٨٧٠، باب فى رفع اليد إذا رأى البيت)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو بیت اللہ کو دیکھتا ہے کہ کیا وہ اپنے ہاتھ اٹھائے گا؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے میں یہ عمل صرف یہود ہی کرتے ہیں، ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا تو ہم یہ عمل نہیں کیا کرتے تھے (ابوداود)

Idara Ghufran

مذکورہ حدیث کی سند میں ایک راوی، مہاجر مکی پائے جاتے ہیں، جن کو بعض حضرات نے مجہول قرار دیا ہے، اور اس وجہ سے مذکورہ حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ [1]

لیکن بعض حضرات نے ''مہاجر مکی'' کو ''ثقہ'' اور ''صدوق'' قرار دیا ہے، اور ان کے ''مجہول'' ہونے سے اتفاق نہیں کیا، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ حدیث بالاتفاق ضعیف نہیں، بلکہ بعض حضرات کے نزدیک ''مقبول'' و''حسن'' درجے میں داخل ہے۔ [2]

---

[1] قال شعيب الأرنوؤط ......: إسناده ضعيف .المهاجر -وهو ابن عكرمة بن عبد الرحمن المخزومي، وإن روى عنه ثلاثة وذكره ابن حبان في الثقات -ضعف حديثه هذا الثوري وابن المبارك وأحمد وإسحاق؛ لأن مهاجرا عندهم مجهول.

وأخرجه النسائي في "الكبرى من طريق محمد بن جعفر، بهذا الإسناد.

وأخرج بنحوه الترمذي من طريق وكيع بن الجراح، عن شعبة، به.

قال الخطابي :اختلف الناس في هذا :فكان ممن يرفع يديه إذا رأى البيت سفيان الثوري وابن المبارك وأحمد بن حنبل وإسحاق بن راهويه، فضعف هؤلاء حديث جابر، لأن المهاجر راويه عندهم مجهول، وذهبوا إلى حديث ابن عباس عن النبي -صلى الله عليه وسلم -

قال " :ترفع الأيدي في سبعة مواطن :افتتاح الصلاة، واستقبال البيت، وعلى الصفا والمروة، والموقفين، والجمرتين "وروي عن ابن عمر أنه كان يرفع اليدين عند رؤية البيت، وعن ابن عباس مثل ذلك.

قلنا :وحديث ابن عباس هو عند ابن خزيمة (2703) والطبراني (12072) والبيهقي 73 - 72 /5وفي سنده محمد بن عبد الرحمن بن أبي ليلى وهو ضعيف.

ورواه ابن أبي شيبة في "المصنف 237 - 236 /1 "و .96 /4عن محمد بن فضيل عن عطاء بن السائب، عن سعيد بن جبير عن ابن عباس قوله .ومحمد بن فضيل سمع من عطاء بن السائب بعد اختلاطه(حاشية،سنن أبي داود،تحت رقم الحديث ١٨٧٠)

[2] د ت س :مهاجر بن عكرمة بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام القرشي المخزومي ، أخو محمد بن عكرمة، حجازي.

روى عن :جابر بن عبد الله (د ت س) ، وابن عمه عبد الله بن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام ,ومحمد بن مسلم بن شهاب الزهري وهو من أقرانه.

روى عنه :جابر بن يزيد الجعفي، وأبو قزعة سويد بن حجير الباهلي (د ت س) ، ويحيى بن أبي كثير.

ذكره ابن حبان في كتاب "الثقات"

روى له أبو داود، والترمذي، والنسائي حديثا واحدا عن جابر في رفع اليدين عند رؤية البيت(تهذيب الكمال في أسماء الرجال،ج٢٨،ص٥٧٦،من اسمه مهاجر)

"د ت س -مهاجر "بن عكرمة بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام القرشي المخزومي روى عن جابر وابن عمه عبد الله بن أبي بكر بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام والزهري وهو من أقرانه وعنه أبو قزعة

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

سنن ترمذی کی روایت

نیز مہاجر مکی کی مذکورہ حدیث کو امام ترمذی نے بھی اپنی سنن میں روایت کیا ہے، جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

سئل جابر بن عبد الله :أيرفع الرجل يديه إذا رأى البيت؟ فقال : حججنا مع النبى صلى الله عليه وسلم أفكنا نفعله؟ (سنن الترمذی،رقم الحديث : ٨٥٥،باب ما جاء فی كراهية رفع اليدين عند رؤية البيت)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ کیا آدمی بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت اپنے ہاتھوں کو اٹھائے گا؟ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، کیا ہم یہ عمل کیا کرتے تھے؟ (سنن ترمذی)

سنن دارمی کی روایت

اور سننِ دارمی میں مہاجر مکی کی حدیث درج ذیل الفاظ میں مروی ہے:

سئل جابر بن عبد الله عن رفع الأيدى عند البيت، فقال :إنما كان يصنع ذلك اليهود حججنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

سويد بن حجير الباهلى ويحيى بن أبى كثير وجابر بن يزيد الجعفى ذكره ابن حبان فى الثقات قلت قال أبو حاتم فى العلل لا أعلم أحدا روى عن المهاجر بن عكرمة غير يحيى بن أبى كثير والمهاجر ليس بالمشهور وقال الخطابى ضعف الثورى وابن المبارك وأحمد وإسحاق حديث مهاجر فى رفع اليدين عند روية البيت لأن مهاجرا عندهم مجهول(تهذيب التهذيب،ج١٠،ص٣٢٢،من اسمه مهاجر)

مهاجر بن عكرمة بن عبد الرحمن بن الحارث بن هشام المخزومى مقبول من الرابعة (تقريب التهذيب،ج٢،ص٢١٧)

مهاجر بن عكرمة المخزومى :روى عن جابر بن عبد الله، وعبد الله بن أبى بكر، والزهرى .روى عنه أبو قزعة سويد بن حجير الباهلى، ويحيى بن أبى كثير، وجابر الجعفى .قيل :هو مجهول .قلت :ذكره ابن حبان فى الثقات من التابعين .وروى له أبو داود، والترمذى، والنسائى، وأبو جعفر الطحاوى(مغانى الأخيار،لبدر الدين العينى ،ج٥،ص١١٢،حرف الميم،باب الميم بعدها الألف)

رجال اسناده ثقات غير ما فى المهاجر بن عكرمة من المقال، ولكن ذكره ابن حبان فى الثقات، و قال الحافظ فى "التقريب": مقبول (اعلاء السنن، ج١٠، ص ٦٧ ، كتاب الحج، باب رفع اليدين عن استلام الحجر، مطبوعة: ادارة القرآن والعلوم الاسلامية، كراتشى، الطبعة الثالثه: 1415ھ)

أفصنعنا ذلک؟(سنن الدارمی، رقم الحدیث ؛ ١٩٦١)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بیت اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھانے کے متعلق سوال کیا گیا، تو انہوں نے فرمایا کہ یہ عمل تو صرف یہود کرتے ہیں ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حج کیا، کیا ہم یہ عمل کیا کرتے تھے؟(سنن دارمی)

مذکورہ روایات میں استفہام ''انکاری'' ہے، اور مطلب یہ ہے کہ بیت اللہ کو دیکھ کر اس کے سامنے ہاتھ اٹھانے کا عمل ہم نہیں کیا کرتے تھے، بلکہ یہ عمل یہود کرتے ہیں کہ وہ معظم و متبرک اشیاء کے سامنے ہاتھ اٹھاتے ہیں۔ [1]

خلاصہ یہ کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ایک حدیث میں بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کے عمل کو یہودیوں کا فعل بتلا کر ناپسندیدگی کا اظہار کیا گیا ہے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس فعل کے اختیار نہ کرنے کا حکم لگایا گیا ہے، جس سے بعض فقہائے کرام نے بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھانے کے مستحب نہ ہونے بلکہ مکروہ و ناپسندیدہ ہونے پر استدلال کیا ہے، اور اس کی سند کو قابلِ استدلال سمجھا ہے، جبکہ بعض نے اس سے اختلاف کیا ہے، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے، اور کچھ پہلے گزر چکی ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی مندرجہ بالا حدیث کے متعلق موجودہ دور کے بعض حضرات نے یہ تاویل کی ہے کہ اس میں بیت اللہ کو دیکھ کر نماز شروع کرنے کی طرح ہاتھ اٹھانے کی ناپسندیدگی مراد ہے، لیکن اس سے بظاہر اتفاق مشکل ہے، کیونکہ جن حضرات نے بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کو مستحب قرار نہیں دیا، یا مکروہ قرار دیا، انہوں نے اسی حدیث سے استدلال کیا، جن میں حنفیہ سرِفہرست ہیں۔

---

[1] (عن الرجل یری البیت) أی الرجل الذی یری البیت (یرفع یدیه) أی هو مشروع أم لا ؟ وهذا لفظ أبی داود ، وفی روایة الترمذی ((أیرفع الرجل یدیه إذا رأی البیت ؟)) (فلم نکن نفعله) أی رفع الیدین عند رؤیته فی الدعاء ، وهذا لفظ النسائی .وعند أبی داود ((فلم یکن یفعله)) وللترمذی ((أفکنا نفعله)) والهمزة للإنکار ، والحدیث یدل علی عدم رفع الید فی الدعاء عند رؤیة البیت (مرعاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح ، ج: ٩ ص: ١٠٣ ، کتاب المناسک ، باب دخول مکة والطواف ، الفصل الثانی)

Idara Ghufran

اس باب کا خلاصہ

اس باب میں شروع سے اب تک مختلف فصلوں میں جو بحث کی گئی، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعا قبول ہونے کی تصریح کسی معتبر مرفوع حدیث میں دستیاب نہیں، البتہ اس سلسلہ میں ایک حدیث مروی ہے، لیکن اولاً تو اس کا سند کے اعتبار سے شدید ضعیف ہونا راجح معلوم ہوتا ہے، دوسرے اس میں بیت اللہ کو پہلی مرتبہ دیکھ کر دعا کا ذکر نہیں، اور نہ ہی دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کا ذکر ہے۔

اور مسجدِ حرام میں داخل ہونے اور بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت مخصوص دعاؤں کے مستحب ہونے میں تو شبہ نہیں، لیکن اس موقع پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کا ثبوت اس درجہ میں نہیں پایا جاتا کہ بلا تامل اس کے مستحب ہونے کا حکم لگایا جائے، اس لیے اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہوا، بعض نے ان دعاؤں کی حیثیت عام مساجد میں داخل ہوتے وقت کی دعاؤں والی قرار دی، جن میں ''اللّٰھم افتح لی ابواب رحمتک'' وغیرہ جیسی دعاؤں کا پڑھنا تو بلا تامل ثابت ہے، لیکن اس موقع پر ہاتھ اٹھانے کو مستحب قرار دینا تکلف سے خالی نہیں۔

نیز جس طرح بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانے سے دعا کی طرح ہاتھ اٹھانے کی کیفیت مراد ہونے کا احتمال ہے، اسی طرح طواف شروع کرتے وقت نماز شروع کرنے کی طرح ہاتھ اٹھانے کی کیفیت مراد ہونے کا بھی احتمال ہے۔

پس جس طرح بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کے مستحب ہونے کا قول بلا دلیل نہیں، اسی طرح بیت اللہ کو دیکھنے کے وقت دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کو مستحب قرار نہ دینے والوں کا قول بھی بلا دلیل نہیں، بلکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے پیشِ نظر اس کو مکروہ تنزیہی قرار دینے کا قول بھی بلا دلیل نہیں، احادیث وروایات کو کسی ایک جہت سے ملاحظہ کرنے اور دوسری جہت کو نظر انداز کرنے کے نتیجہ میں کئی قسم کی غلط فہمیاں لازم آتی ہیں، جن سے بچنے کی ضرورت ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ کسی حدیث وروایت میں بھی حج یا عمرہ کی غرض سے جانے والے کے لیے بیت اللہ کو پہلی مرتبہ دیکھ کر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے یا خاص اس وقت کی دعا کی خصوصی

طور پر قبولیت وفضیلت کا ثبوت نہیں ملتا۔

بلکہ اگر بیت اللہ کو دیکھ کر ہاتھ اٹھانے کے مستحب قول کو لیا جائے، تو اس کا استحباب ہر مرتبہ نظر پڑنے سے ہے، خصوصاً جب بھی کوئی باہر سے آنے والا مسجدِ حرام میں داخل ہو، جس طرح سے مسجد میں داخل ہونے والے کے حق میں مسنون وماثور دعاؤں کے پڑھنے کا معاملہ ہے۔

فلہٰذا حج وعمرہ کے زائرین کو خصوصیت کے ساتھ پہلی مرتبہ مسجدِ حرام میں داخل ہوتے وقت، ہاتھ اٹھا کر دعا کی تلقین وتعلیم کرنا، یا اس کی ترغیب دینا، ایسا حکم ہے، جس کا شرعاً ثبوت نہیں پایا جاتا، بلکہ فقہائے کرام سے بھی اس تخصیص کا ثبوت نہیں ملتا، جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

اور آج کل اس سلسلہ میں عوام کی طرف سے جس قسم کا نظریہ، طریقہ اور غلو سامنے آرہا ہے، اگر اس پر کراہت وبدعت کا حکم لگایا جائے، تو بھی بعید نہیں۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ. (جاری ہے.........)

عدنان احمد خان

0345-5067603

الفہد فوڈز کوکنگ سنٹر

دوکان نمبر K-93، ظفر الحق روڈ، نزد بوبی پان شاپ، کمیٹی چوک، راولپنڈی

فون: 051-5961624

کیا آپ جانتے ہیں؟ مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

صفائی ستھرائی (Cleanliness) کے آداب (قسط4)

آنکھوں کی صفائی کے آداب

(32)...... آنکھوں کی صفائی کا بھی خاص خیال رکھنا چاہئے، صاف پانی سے وضو کرتے وقت آنکھوں کی عمدہ صفائی ہوجاتی ہے، اگر وضو کرتے وقت صاف اور تازہ پانی کے چھینٹیں آنکھوں پر مارے جائیں، تو آنکھوں کی عمدہ طریقہ پر صفائی ہوتی ہے، اور بینائی میں اضافہ ہوتا ہے، اطباء نے دن میں کئی مرتبہ ٹھنڈے پانی سے آنکھوں کے دھونے کو بینائی میں اضافہ اور آنکھوں کی صفائی کا باعث قرار دیا ہے، مزید براں رات کو سونے سے پہلے سرمہ لگانا چاہئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر روز رات کو سوتے وقت سرمہ لگانا خاص طور پر ''اثمد'' نامی سرمہ لگانا اور اس کی وجہ سے بینائی میں اضافہ اور آنکھوں کی حفاظت ثابت ہے، اور طبی اعتبار سے بھی یہ بات تسلیم کی گئی ہے کہ رات کو سونے سے پہلے سادہ یا ''اثمد'' نامی سرمہ لگانے سے آنکھیں صاف رہتی ہیں، اور ان کی بینائی میں اضافہ ہوتا ہے، اور روشنی بڑھتی ہے۔ اگر سلائی صاف نہ ہو، یا اس کو دوسرے نے استعمال کیا ہو، تو آنکھوں میں سرمہ لگانے سے پہلے اس کو دھو یا صاف کر لینا بہتر ہے۔

رات کو سونے سے پہلے آنکھوں میں سُرمہ لگانے سے آنکھوں کا میل کچیل بھی دُور ہوجاتا ہے، اور دن بھر جو کام کاج کے دوران گرد و غبار پڑی وہ صبح تک ختم ہوجاتی ہے۔

پھر عورتوں کو زینت کی خاطر سیاہ رنگ کا سرمہ لگانے میں شرعی اعتبار سے حرج نہیں، اور مرد کو خوبصورتی کی غرض سے سیاہ رنگ کا سرمہ لگانا بعض حضرات کے نزدیک بہتر نہیں، اس لیے وہ اگر سیاہ کے بجائے دوسرا سرمہ لگائیں، تو زیادہ بہتر معلوم ہوتا ہے۔

(33)...... آنکھوں کے دائیں بائیں حلقوں کی صفائی کا بھی اہتمام کرنا چاہئے، اور بغل اور زیرِ

ناف حصوں اور ناف کے اندر میل کچیل کی صفائی کا بھی اہتمام کرنا چاہیے۔

سر اور بالوں وغیرہ کی صفائی کے آداب

(34)......سَر کے بالوں کے بارے میں شریعت کی تعلیم یہ ہے کہ اُن کی صفائی سُتھرائی کا خاص اہتمام کیا جائے، تاکہ بالوں کا گرد وغبار اور میل کچیل دُور ہو جائے، اور بالوں میں جوئیں پڑنے سے حفاظت رہے، صفائی ستھرائی کا مطلب یہ نہیں کہ ہر وقت مانگ پٹی کی فکر پڑی رہے، کیونکہ اس طرح کے تکلف کو اسلام میں پسند نہیں کیا گیا۔

اسی طرح بغل اور ناف کے نیچے کے بالوں کو بھی وقتاً فوقتاً کاٹنا چاہیے، اور انگلیوں کے ناخنوں کو بھی وقتاً فوقتاً کاٹنا چاہیے، تاکہ ان کے نیچے میل کچیل جمع نہ ہو۔

(35)......جُوئیں بھی زیادہ تر ان لوگوں کے جسم میں پیدا ہوتی ہیں، جو نہ تو پہننے کے کپڑوں کو جلد جلد تبدیل کرتے، اور نہ ہی جلدی جلدی نہا کر اپنے جسم کو صاف رکھتے ہیں۔

جو خواتین وحضرات پاک صاف نہیں رہتے، اور مدت تک سر نہیں دھوتے، ان کے سر میں جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں، جو کالے اور سفید رنگ کی ہوتی ہیں، ان کے ساتھ ہی بالوں سے ان کے بے شمار انڈے چمٹے ہوتے ہیں، جو خشخاش سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں، اور وہ ''لیکھیں'' کہلاتے ہیں، جو مرد پاک صاف نہیں رہتے، ان کے کپڑوں میں بھی جوئیں پیدا ہو جاتی ہیں، جو سفید رنگ کی ہوتی ہیں، بعض لوگوں کے بالوں کی جڑوں میں جوئیں اپنا منہ چھپائے ہوتی ہیں، یہ بہت چھوٹی ہوتی ہیں، اور یہ ''جم جوئیں'' کہلاتی ہیں۔

جوؤں کو دور کرنے کے لئے بدن اور کپڑوں کی صفائی پہلی تدبیر ہے، جن کپڑوں میں جوئیں ہوں، ان کو پانی میں ڈال کر آگ پر پکائیں، پھر صابن ڈال کر دھو ڈالیں، سر یا پیڑو کے بالوں میں جوئیں پیدا ہو گئی ہوں، تو بالوں کو صاف کرا دیں، اور اس کے بعد روزانہ نہائیں اور صاف ستھرے کپڑے پہنیں، اگر سر یا پیڑو کے بال صاف نہ کروا سکیں، تو جن بالوں میں جوئیں ہوں، ان میں رات کو مٹی کا تیل یا پیٹرول لگا کر اوپر سے کوئی کپڑا باندھ لیں، صبح کو صابن اور گرم پانی سے دھوئیں، اس عمل

سے سب جوئیں مرجاتی ہیں۔
نیم کا تیل لگانے سے بھی جوئیں مرجاتی ہیں۔
تمبا کو کے پتے پانی میں اُبال کر اِس پانی سے بالوں کو دھونے سے بھی جوئیں مرجاتی ہیں۔
اس کے علاوہ سہاگا اور پھٹکری پانی میں ملا کر نہانے سے بھی سر اور بالوں وغیرہ کی جوئیں مرجاتی ہیں۔

(جاری ہے............)

بسلسلہ: اصلاح وتزکیہ

وساوِس اور حقائق

قرآن وسنت، فقہاء ومحدثین اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کی تعلیمات وہدایات کی روشنی میں وسوسوں کی حقیقت اور ان کے احکام، وسوسوں کے گناہ ہونے نہ ہونے کا حکم، وسوسوں پر عمل اور ان کی تصدیق کے نتائج ونقصانات، وہم اور مالیخولیا کی بیماری کی حقیقت، ایمان، گناہ، ناپاکی، حرمت، طہارت، استنجاء، وضوء، غسل، نماز، طلاق اور خواب وغیرہ سے متعلق وسوسوں پر تفصیلی کلام، پاکی وناپاکی اور حلت وحرمت سے متعلق اہم اصول

مصنِّف: مفتی محمد رضوان

عبرت کدہ — حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط39 — مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُوْلِی الْاَبْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

فرعون کا حضرت موسیٰ کو ہنر آزمائی کا چیلنج

ویسے تو ہر آدمی کے لیے اپنی نفسانی خواہشات کی گرفت سے نکلنا آسان نہیں، لیکن جس شخص نے زندگی میں اپنی خواہشات کو مقاصد میں تبدیل کردیا ہو اور اس کی زندگی تمام تر ان سے عبارت ہو کے رہ گئی ہو، اس کے لیے یہ خواہشات ایسے پتھر بن جاتے ہیں، جن کی وجہ سے وہ زندگی کے دریا میں کبھی تیرنے کے قابل نہیں ہوتا، فرعون تو ایک بڑے ملک کا حکمران تھا اور حکومت ہر حکمران کی کمزوری ہوتی ہے، وہ جان دے دیتا ہے، لیکن حکومت سے دستبردار نہیں ہوتا، اور فرعون صرف حکومت ہی کا اسیر نہیں تھا، وہ تو اسے ربوبیت کا ذریعہ بنائے بیٹھا تھا۔

ایسی صورت میں اس کے لیے حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام کی دعوتِ ایمان کو قبول کرنا آسان نہ تھا۔

اس کا مقابلہ ایسے دو افراد سے آپڑا تھا جو اللہ تعالیٰ کے رسول تھے، ان کے دلائل، ان کی شخصیتیں، ان کا بے عیب کردار، ان کی تبلیغ ودعوت کا موثر انداز اس کے لیے ایک مصیبت بن کے رہ گیا تھا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون کے سامنے دلیلیں پیش کیں، معجزات پیش کیے، فرعون نے یہ سارے دلائل اور معجزات دیکھے، لیکن ان سب کے باوجود انکار اور تکذیب کرتا رہا، کفر وسرکشی، ضد اور تکبر سے باز نہ آیا۔

یہ فرعون کی بدبختی تھی کہ لاٹھی کے سانپ بن جانے اور ہاتھ کے چمکدار ہونے جیسی واضح نشانیاں دیکھ کر بھی ایمان نہ لایا، اس نے موسیٰ علیہ السلام پر طرح طرح کے اعتراض کیے، مگر جب ہر بات میں لاجواب ہوگیا تو معجزات کو جادو کہہ کر ان کا انکار کردیا، چنانچہ اس نے نہایت ہوشیاری کے ساتھ ان دونوں بزرگوں کو ناکام کرنے کے لیے ایک بہت خطرناک تدبیر سوچی، اور کہنے لگا یہ موسیٰ

تو دراصل ہمارے پاس اس لیے آیا ہے کہ ہمیں اپنے جادو کے ذریعے ہماری سرزمین سے نکال باہر کرے؟

اس الزام سے فرعون کا مقصد یہ تھا کہ لوگ اس بات سے مشتعل ہو جائیں گے کہ موسیٰ علیہ السلام انہیں ان کے گھر بار سے بے دخل کرنا چاہتا ہے، وہ چاہتا تھا کہ اس قسم کے پراپیگنڈے سے متاثر ہو کر تمام لوگ موسیٰ علیہ السلام کے خلاف ہو جائیں اور اس کی کوئی بات نہ سنیں۔

فرعون نے نہ صرف لوگوں کو مشتعل کیا بلکہ موسیٰ علیہ السلام کو دھمکی بھی دی کہ تمہارے جادو کے مقابلہ میں ہم بھی تمہارے مقابلہ میں اس جیسا جادو لائیں گے، ہمارے پاس بڑے ماہر جادوگر ہیں جو تمہارا بھرپور مقابلہ کریں گے، لہٰذا اس کے لئے تیار ہو جاؤ۔

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ أَرَيْنَاهُ آيَاتِنَا كُلَّهَا فَكَذَّبَ وَأَبَى. قَالَ أَجِئْتَنَا لِتُخْرِجَنَا مِنْ أَرْضِنَا بِسِحْرِكَ يَامُوسَى. فَلَنَأْتِيَنَّكَ بِسِحْرٍ مِثْلِهِ فَاجْعَلْ بَيْنَنَا وَبَيْنَكَ مَوْعِدًا لَا نُخْلِفُهُ نَحْنُ وَلَا أَنْتَ مَكَانًا سُوًى(سورة طٰہٰ، رقم الآیات ۵۶ الیٰ ۵۸)

یعنی ''اور بلاشبہ ہم نے اس کو دکھلائیں اپنی نشانیاں سب کی سب، مگر وہ جھٹلاتا اور انکار ہی کرتا گیا۔ کہنے لگا اے موسیٰ! کیا تم ہمارے پاس اسی لئے آئے ہو کہ اپنے جادو کے زور سے ہمیں نکال باہر کرو ہمارے اپنے ملک سے؟ اچھا تو ہم بھی تمہارے مقابلہ میں ویسا ہی ایک زوردار جادو ضرور بالضرور لا کر رہیں گے، پس تم ٹھہرا دو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ کسی مقام اور جگہ کا، جس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں نہ تم کرو، کسی کھلے میدان میں''۔

مطلب یہ ہے کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک وعدہ یعنی تاریخ اور وقت مقرر ہو جائے، جس دن تمہارے اور ہمارے جادو کے درمیان ایک کھلے برابر میدان میں مقابلہ ہو جائے، جس میں کوئی رکاوٹ نہ ہو، اور یہ وعدہ ایسا پختہ ہونا چاہیے، جس کی نہ ہم خلاف ورزی کریں اور نہ تم، بڑا پکا وعدہ کرو، اور ساتھ یہ بھی شرط ہے یہ مقابلہ کھلے عام ہونا چاہیے، کوئی کھلا میدان ہو جہاں سب لوگ

اکٹھے ہو کر ہمارے اس مقابلے کو دیکھ سکیں۔ [1]

اس کے جواب میں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس ہنر آزمائی کا مظاہرہ ’’قومی تہوار والے دن‘‘ ہونا چاہیے، مصری لوگ سال بھر میں ایک دن قومی تہوار کے طور پر مناتے تھے اسی کو ’’یوم زینت‘‘ یا ’’جشن کا دن‘‘ کہا گیا ہے، بہر حال یہ ایک میلے کا دن تھا، جس میں چھوٹے بڑے سب لوگ ایک کھلے میدان میں جمع ہوتے تھے، لہٰذا موسیٰ علیہ السلام نے مقابلے کے لئے یہی دن تجویز کیا۔

باقی رہی وقت کی بات تو فرمایا کہ لوگ خوب دن چڑھے اکٹھے کیے جائیں اور ان سب کے سامنے مقابلہ ہونا چاہیے۔

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ مَوْعِدُكُمْ يَوْمُ الزِّيْنَةِ وَأَنْ يُّحْشَرَ النَّاسُ ضُحًى (سورة طٰه، رقم الآية ٥٩)

یعنی ’’موسیٰ نے جواب میں فرمایا کہ تمہارے (مطلوبہ) وعدے کا وقت جشن کا دن ہے، اور یہ کہ اکٹھا کر دیا جائے سب لوگوں کو دن چڑھے‘‘

یہاں پر ’’وقت مقررہ‘‘ کے لئے ’’ضحیٰ‘‘ کا لفظ استعمال ہوا ہے، اور یہ دن کا وہ حصہ ہوتا ہے جب سورج کی تپش سے ریت گرم ہو جاتی ہے، اور لوگ صبح کی ضروریات سے فارغ ہو جاتے ہیں، اور دن بھر کے باقاعدہ کام میں لگ جاتے ہیں۔ [2]

---

[1] يقول تعالى مخبرا عن فرعون أنه قال لموسى حين أراه الآية الكبرى، وهى إلقاء عصاه فصارت ثعبانا عظيما، ونزع يده من تحت جناحه فخرجت بيضاء من غير سوء، فقال: هذا سحر جئت به لتسحرنا وتستولى به على الناس فيتبعونک، وتكاثرنا بهم ولا يتم هذا معک، فإن عندنا سحرا مثل سحرک، فلا يغرنک ما أنت فيه، فاجعل بيننا وبينک موعدا أى يوما نجتمع نحن وأنت فيه، فنعارض ما جئت به بما عندنا من السحر فى مكان معين ووقت معين، فعند ذلک قال لهم موسى موعدكم يوم الزينة وهو يوم عيدهم ونيروزهم 1 وتفرغهم من أعمالهم واجتماعهم جميعهم، ليشاهد الناس قدرة الله على ما يشاء ومعجزات الأنبياء وبطلان معارضة السحر لخوارق العادات النبوية، ولهذا قال: وأن يحشر الناس أى جميعهم ضحى أى ضحوة من النهار، ليكون أظهر وأجلى وأبين وأوضح(تفسير ابنِ كثير، ج٥ص ٢٦٤، سورة طٰه)

[2] وأن يحشر الناس ضحى، أى وقت الضحوة نهارا وجهارا ليكون [أبعد] من الريبة(تفسير البغوى، ج٣ص ٢٦٥، سورة طٰه)

قرآن مجید کی سورہ اعراف اور سورہ شعراء میں بھی حضرت موسیٰ اور فرعون کے اس سوال و جواب کا منظر کھینچا گیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے کہ:

قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ .يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ .قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ .يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَاحِرٍ عَلِيمٍ (سورة الاعراف، رقم الآيات ١٠٩ الیٰ ١١٢)

یعنی ''فرعون کی قوم کے سرداروں نے کہا یقیناً یہ ایک ماہر جادوگر ہے۔ جو چاہتا ہے کہ نکال باہر کرے تم لوگوں کو تمہاری سرزمین سے، تو پھر تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ (سردست تو) مہلت دے دو اس کو بھی، اور اس کے بھائی کو بھی اور بھیج دو شہروں میں ہرکارے۔ جو لے آئیں آپ کے پاس ہر ماہر جادوگر کو''۔

اور سورہ شعراء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ لِلْمَلَإِ حَوْلَهُ إِنَّ هٰذَا لَسَاحِرٌ عَلِيمٌ .يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ بِسِحْرِهِ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ .قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَابْعَثْ فِي الْمَدَائِنِ حَاشِرِينَ . يَأْتُوكَ بِكُلِّ سَحَّارٍ عَلِيمٍ (سورة الشعراء، رقم الآيات ٣٤ الیٰ ٣٧)

یعنی ''قوم کے سردار جو فرعون کے آس پاس موجود تھے، ان سے فرعون نے کہا کہ بلاشبہ یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے۔ جس کا مقصد یہ ہے کہ نکال باہر کرے تم سب کو تمہاری اپنی سرزمین سے اپنے جادو کے زور سے سو اب تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ مہلت دو اس کو بھی اور اس کے بھائی کو بھی اور بھیج دو ہرکارے سب بڑے بڑے شہروں میں۔ تاکہ وہ لے آئیں آپ کے پاس ہر بڑے ماہر جادوگر کو''

البتہ سورہ اعراف کی مذکورہ بالا آیات میں فرعون کے درباریوں کے بارے میں یہ بتلایا گیا ہے کہ انہوں نے فرعون سے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ بات کہی کہ یہ ماہر جادوگر ہے، اور ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے، مفسرین کے نزدیک اس کا مطلب یہ ہے کہ عام طور بادشاہ جو کچھ کہتے ہیں، خوشامدی درباری بھی وہی باتیں تائید میں دہراتے ہیں، جو بادشاہ سے انہوں نے سنے ہوں۔

طب و صحت ”کَمْأَۃُ“ کا پانی آنکھ کے لیے شفاء ہے (قسط:2) حکیم مفتی محمد ناصر

”کَمْأَۃُ“ سے متعلق بعض دیگر احادیث و روایات

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً اور موقوفاً دونوں طرح روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جان لو کہ ”کَمْأَۃُ“ آنکھ کی دواء ہے، اور عجوہ (کھجور) جنت کے میووں میں سے ہے، اور یہ کالے دانے جو نمک میں (ملے ہوئے) ہوں، تو جان لو کہ یہ موت کے علاوہ ہر بیماری کی دواء ہیں۔ [1]

امام ہیثمی نے اس حدیث کے راویوں کو ظاہر میں صحیح کے راوی قرار دیا ہے۔ [2]

جبکہ متأخرین اہلِ علم نے اس روایت کو ایک باریک علت کی وجہ سے صحیح لغیرہ قرار دیا ہے۔ [3]

---

[1] واعلموا أن الكمأة دواء العين، وأن العجوة من فاكهة الجنة، وأن هذه الحبة السوداء التي تكون في الملح اعلموا أنها دواء من كل داء إلا الموت (مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٩٧٢، وعن ابن بريدة، عن أبيه)

[2] قال الهيثمي: رواه أحمد، ورجاله رجال الصحيح، إلا أن الإمام أحمد قال: سمع زهير عن واصل بن حيان، وصالح بن حيان فجعلهما واحدا .قلت: واصل ثقة، وصالح بن حيان ضعيف، وهذا الحديث من رواية واصل في الظاهر، والله أعلم، وقد رواه باختصار من رواية صالح أيضا (مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ٨٢٩٦، كتاب الطب، باب في الشونيز والعسل والكمأة وغير ذلك)

[3] وقال شعيب الارنؤوط: إسناده ضعيف، صالح بن حيان -وهو القرشي الكوفي- ضعيف، ولبعضه شواهد يصح بها (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ٢٢٩٧٢)

وقال الالباني: وهذا إسناد رجاله كلهم ثقات رجال الستة غير أن له علة دقيقة وهي أن زهير وهو ابن معاوية أخطأ في قوله: واصل بن حيان وإنما هو صالح بن حيان وهذا ضعيف .قال أحمد في صالح هذا: " انقلب على زهير اسمه ." وقال أبو داود: وغلط فيه زهير، وقال ابن معين: " زهير عن صالح بن حيان وواصل بن حبان فجعلهما واصل بن حيان "كما في "تهذيب التهذيب ."(سلسلة الاحاديث الصحيحة، تحت رقم الحديث ٨٦٣)

عبد الله بن بريدة، عن أبيه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال "الكمأة دواء للعين، وإن العجوة من فاكهة الجنة، وإن هذه الحبة السوداء، قال: ابن بريدة يعني الشونيز الذي يكون في الملح، دواء من كل داء إلا الموت(مسند احمد، رقم الحديث ٢٢٩٣٨)

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره، وهذا إسناد ضعيف (حاشية مسند احمد، تحت رقم الحديث ٢٢٩٣٨)

Idara Ghufran

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی سند سے مروی ایک روایت میں ہے کہ ”کَمْأَۃُ“ ”مَن“ (کی قسم میں) سے ہے، اور ”مَن“ جنت سے ہے، اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔

مگر اس روایت میں ”مَن جنت سے ہے“، کے اضافے کو بعض اہلِ علم نے منکر قرار دیا ہے۔ [1]

حضرت صہیب سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم پر تر ”کَمْأَۃُ“ لازم ہے، کیونکہ یہ ”مَن“ (کی قسم میں) سے ہے اور اس کا پانی آنکھ کے لئے شفاء ہے۔ [2]

اس روایت میں تر ”کَمْأَۃُ“ کی فضیلت کا ذکر ہے، اور اس روایت کو بھی بعض اہلِ علم نے ضعیف قرار دیا ہے۔

”کَمْأَۃُ“ کے ”مَن“ سے ہونے کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سند سے بھی مروی ہے۔ [3]

---

[1] حَدَّثَنا أبو بكر بن خلاد، حَدَّثَنا الحارث بن أبى أسامة، حَدَّثَنا محمد بن بكار، حَدَّثَنا عبد الحميد بن الحسن، عَن أَبِى بشر، عَن أَبِى نضرة، عَن أَبِى سعيد الخدرى، قال: قال رسول الله صَلَّى الله عَلَيهِ وَسلَّم: الكمأة من المن والمن من الجنة وماؤها شفاء للعين (الطب النبوى لابى نعيم الاصفهانى، رقم الحديث ٢٥٦، ج١، ص٣٣٥، باب أدوية العين)

قال الالبانى: (الكمأة من المن، والمن من الجنة، وماؤها شفاء للعين) . منكر بزيادة (والمن من الجنة) (سلسلة الاحاديث الضعيفة والموضوعة، تحت رقم الحديث ٥٩١٨)

[2] أخبرنا أحمد بن محمد إجازة، حَدَّثَنا محمد بن جرير، حَدَّثَنا أحمد بن الحسن الترمذى، حَدَّثَنا محمد بن موسى النسائى، حَدَّثَنا دفاع بن دغفل السدوسى، عَن عَبد الحميد بن صيفى بن صهيب، عَن أبيه، عَن جَدِّه صهيب الخير، قال: قال رسول الله صَلَّى الله عَلَيهِ وَسلَّم: عليكم بماء الكمأة الرطبة فإنها من المن وماؤها شفاء للعين (الطب النبوى لابى نعيم الاصفهانى، رقم الحديث ٢٥٨، ج١، ص٣٣٥، باب أدوية العين)

قال الالبانى: ضعيف (ضعيف الجامع الصغير وزيادته، تحت رقم الحديث ٣٧٩١)

[3] حدثنا محمد بن جعفر، حدثنا أحمد بن عبد الله بن زياد، حدثنا بشر بن مهران، حدثنا محمد بن دينار، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، رضى الله عنها، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " الكمأة من المن، وماؤها شفاء للعين (أمالى ابن سمعون الواعظ، لابن سمعون الواعظ، المتوفى: 387 هـ، رقم الحديث ٢٣٥، الناشر: دار البشائر الإسلامية، بيروت – لبنان)

حَدَّثَنا محمد بن جعفر بن يوسف، حَدَّثَنا عامر بن إبراهيم بن عامر، حَدَّثَنا يحيى بن حاتم، حَدَّثَنا بشر بن مهران، حَدَّثَنا محمد بن دينار، عَن هشام بن عروة، عَن أبيه، عَن عائشة قالت: أهدى إلى النبى صَلَّى الله عَلَيهِ وَسلَّم كمأة فقال رسول الله صَلَّى الله عَلَيهِ وَسلَّم: الكمأة من المن وماؤها شفاء للعين (الطب النبوى لابى نعيم الاصفهانى، رقم الحديث ٢٦٤)

Idara Ghufran

اوراس روایت کے مضمون کے صحیح احادیث کے مطابق ہونے کی وجہ سے اس روایت کا سند کے اعتبار سے ضعیف ہونا مضر نہیں۔

اورحضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی سند سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے، اورفرمایا کہ جنت کے ہنسنے سے ''کَـمْـأَۃُ'' (زمین سے) نکلی، اورزمین کے ہنسنے سے کَبَرْ نکلی۔ [1]

اس روایت کے بعض راویوں پر محدثین واہلِ علم حضرات نے کلام کیا ہے۔ [2]

اس روایت میں مذکور کَبَرْ ایک خودرو کانٹوں والی جھاڑی ہے، جس کے ساتھ بیر کی مانند پھیکے پھل لگتے ہیں، صحراؤں میں یہ جھاڑی خودرو ہے، جسے بکریاں اوراونٹ شوق سے کھاتے ہیں، صحرانشین اسے مقوی قرار دیتے ہیں، اورتلی بڑھی میں استعمال کرتے ہیں (طبِ نبوی اور جدید سائنس، جلداول، صفحہ 292، الفیصل ناشران وتاجرانِ کتب، اُردوبازار، ہور، مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو: القانون فی الطب لابن سینا، ج۱، ص ۵۲۷، الکتاب الثانی فی الادویۃ المفردۃ، الفصل الحادی عشر، کلام فی حرف الکاف، مطبوعۃ: دارالکتب العلمیۃ، لبنان)

---

[1] أخبرنا أحمد بن محمد فی كتابه أخبرنی أحمد بن الحسن الصباحی، حَدَّثَنا علی بن عيسى البقال، حَدَّثَنا هشام بن عبيد الله الرازی، حَدَّثَنا رشدين بن سعد، عَن معاوية بن صالح، عَن عِكرمة، عَن ابن عباس قال: خرج علينا رسول الله صَلَّى الله عَلَيْهِ وَسلَّم فقال: ضحكت الجنة فأخرجت الكمأة وضحكت الأرض فأخرجت الكبر (الطب النبوی لابی نعیم الاصفهانی، رقم الحديث ٦٦٦)

[2] (تاريخ دمشق لابن عساكر، ج٥، ص ٢١٤، تحت رقم الترجمة ١١٣، تحت ترجمة أحمد بن محمد بن إسحاق بن إبراهيم)

(تاريخ دمشق لابن عساكر، رقم الترجمة ٩٥٨٦، تحت ترجمة أحمد بن الحسن بن هارون، وتاريخ الاسلام ووفيات المشاهير والاعلام للذهبی، ج٧، ص ٢٤٩، تحت رقم الترجمة ٤٥)

(سير اعلام النبلاء، ج١٠، ص ٤٤٦، تحت رقم الترجمة ١٤٥، تحت ترجمة هشام بن عبيد الله الرازی *السنی ، الفقيه، أحد أئمة السنة)

(تهذيب الكمال فی اسماء الرجال، ج٩، ص ١٩١ الیٰ ص ١٩٣، تحت رقم الترجمة ١٩١١، تحت ترجمة رشدين بن سعد بن مفلح بن هلال المهری)

ادارہ غفران میں قمری مہینوں کی 17، 19، اور 21 تاریخوں میں حجامہ کیا جاتا ہے۔
حجامہ کے لئے تشریف لانے والے حضرات مندرجہ ذیل فون نمبر پر وقت لے کر تشریف لائیں۔
حکیم مفتی محمد ناصر صاحب: 051-5507270 0333-5365830

Idara Ghufran

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□...... 13 / 20 / 27ربیع الآخر،4 / و11 / جمادی الاولیٰ 1440ہجری بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے، البتہ 13 / ربیع الآخر کو مفتی صاحب مدیر کی ناسازیِ طبع کی وجہ سے مسجدِ غفران میں مفتی امجد صاحب نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔

□...... 15 / 22 / 29 / ربیعُ الآخر، اور 6 / جمادی الاولیٰ 1440ہجری بروز اتوار، مفتی صاحب مدیر کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے حسبِ معمول منعقد ہوتی رہیں، البتہ 15 / ربیعُ الآخرکو مفتی صاحب مدیر کے سفر میں ہونے کی وجہ سے مفتی امجد صاحب نے اصلاحی مجلس میں بیان کیا۔

□...... 22 / صفر بروز جمعرات، مولانا غلام بلال صاحب کے یہاں بیٹے کی ولادت ہوئی، ساتویں دن ’’محمد ہارون‘‘ نام تجویز ہوا، اللہ تعالیٰ بچے کو نیک صالح اور والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔آمین۔

□...... 13 / ربیعُ الاول بروز جمعرات، مولانا غلام بلال صاحب نے بیٹے کی ولادت کی خوشی کے شکرانے میں اساتذۂ ادارہ کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا۔

□...... 17 / ربیع الآخر، بروز منگل، صاحبزادہ عبدالباسط صاحب تشریف لائے، اور حضرت مدیر صاحب سے ملاقات کی۔

□...... 17 / اور 21ربیعُ الآخر، بروز منگل، اور ہفتہ ادارہ میں بعض مریضوں کا حجامہ کیا گیا۔

□...... 28 / ربیعُ الآخر سے ادارہ میں شعبہ تعلیمات میں ششماہی امتحانات کا آغاز ہوا، چنانچہ 29 / ربیعُ الآخر بروز اتوار کو شعبہ ناظرہ بنین / بنات اور دراساتِ دینیہ للبنات میں امتحانات ہوئے، جبکہ 2 / جمادی الاولیٰ بروز بدھ شعبہ حفظ مولانا محمد ریحان صاحب نے امتحان لیا، اور 3 / جمادی الاولیٰ کو ادارہ کے شعبہ تعلیمات میں تعطیل رہی۔

□...... 29 / ربیعُ الآخر بروز اتوار کو مفتی صاحب مدیر نے اپنے پھوپھی زاد بھائی جناب نعیم خان صاحب کے بیٹے دانیال خان کی شادی کی تقریب میں شرکت کی۔

□...... 30 / ربیعُ الآخر بروز پیر کو مفتی صاحب مدیر نے جناب نعیم خان صاحب کے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ کی تقریب میں شرکت کی۔

Idara Ghufran

☐......3/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعرات، مدیر صاحب نے اپنے پھوپھی زاد بھائی جناب ندیم خان صاحب کی طرف سے عشائیہ میں شرکت کی۔

☐......4/ جمادی الاولیٰ، جمعہ، مدیر صاحب نے اپنے پھوپھی زاد بھائی، جناب جمیل انور خان صاحب کی طرف سے عشائیہ میں شرکت کی۔

☐......6/ جمادی الاولیٰ بروز اتوار، بعد نمازِ مغرب ادارہ میں یومِ والدین کے سلسلہ میں ایک تقریب منعقد ہوئی، جس میں ششماہی امتحانات کے نتائج سنائے گئے، اور بندہ محمد ناصر کا بیان ہوا۔

☐......7/ جمادی الاولیٰ بروز پیر، بعد ظہر، ادارہ میں حکیم قاری محمد اقبال صاحب کا طبی مذاکرہ ہوا، جس کے بعد حکیم صاحب موصوف نے آنے والے مریضوں کا طبی معائنہ بھی کیا، اسی دن رات کو جناب شوکت صاحب کے بیٹے محمد جنید کی دعوتِ ولیمہ کی تقریب میں ادارہ کے چند اساتذۂ کرام نے شرکت فرمائی۔

☐......8/ جمادی الاولیٰ بروز منگل، عند العصر اللہ تعالیٰ نے بندہ محمد ناصر کو بیٹی کی نعمت سے سرفراز فرمایا، ساتویں دن عقیقہ کی ادائیگی کے ساتھ ''ھَانِئَۃ'' نام تجویز ہوا، اللہ تعالیٰ صالحہ اور قرۃِ عین بنائے۔ آمین

☐......12/ جمادی الاولیٰ بروز ہفتہ، بیٹی کی ولادت کی خوشی میں بندہ محمد ناصر نے اساتذۂ ادارہ کے لئے ضیافت کا اہتمام کیا۔

پروپرائیٹر: محمد اخلاق عباسی محمد نذران عباسی

نیو
عباسی چکن شاپ

ہمارے ہاں شیور و دیسی مرغی، صاف گوشت اور پوٹہ کلیجی ہول سیل ریٹ پر دستیاب ہے۔
نیز شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں۔

دوکان نمبر H-919، حق نواز روڈ، گلاس فیکٹری چوک، راولپنڈی
موبائل: 0301-5642315---0300-5171243

اخبارِ عالم

مولانا غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/دسمبر/2018ء/13/ربیع الثانی/1440ھ: پاکستان: حکومت کا 300 ارب روپے کے اسلامی سکوک بانڈز جاری کرنے کا فیصلہ وزارتِ مذہبی امور نے حج کرایوں میں اضافہ کردیا، کرایہ 95 ہزار سے ایک لاکھ 5 ہزار ہوگا، 3 ایئر لائنز کو حکم نامہ موصول 22/دسمبر: پاکستان: اپوزیشن لیڈر، شہباز شریف پبلک اکاؤنٹس کمیٹی (پے اے سی) کے بلا مقابلہ چیئرمین منتخب 24/دسمبر: انڈونیشیا: انڈونیشیا میں تباہ کن سونامی، 222 افراد ہلاک، 800 زخمی، درجنوں لاپتہ کئی عمارتیں ملبے کا ڈھیر، پاکستان کا اظہارِ افسوس 25/دسمبر: پاکستان: سابق وزیرِ اعظم میاں نواز شریف کو العزیزیہ ریفرنس میں 7 سال قید، فلیگ شپ میں بری، عدالت میں گرفتار، کوٹ لکھپت جیل منتقل 26/دسمبر: انڈونیشیا: سونامی سے ہلاک افراد کی تعداد 429 تک جا پہنچی 27/دسمبر: سوڈان: ہزاروں مظاہرین کا احتجاج، صدر سے عہدہ چھوڑنے کا مطالبہ، 29 سال سے صدر کے عہدے پر فائز عمر بشیر سے عہدہ چھوڑنے کی تحریک شدت اختیار کرگئی، مظاہرین کا صدارتی محل کی جانب مارچ 28/دسمبر: پاکستان: پاکستان اور برطانیہ کے درمیان قیدیوں کے تبادلے کا معاہدہ، دستخط کردیے، وفاقی کابینہ نے بھی معاہدے کی منظوری دے دی، قیدیوں کو اپنے ممالک میں باقی سزا پوری کرنے کا موقع ملے گا سپریم کورٹ: ریلوے اراضی پر ہاؤسنگ سوسائٹیاں بنانے پر پابندی عاید 29/دسمبر: پاکستان: احتساب کمیشن تحلیل، زیرِ التوا مقدمات نیب اینٹی کرپشن کے سپرد، کے پی اسمبلی میں ترمیمی بل منظور 30/دسمبر: پاکستان: ایف آئی اے کی اصغر خان عمل درآمد کیس بند کرنے کی سفارش، 90ء کی دہائی میں ہونے والے الیکشن میں جن سیاستدانوں پر پیسے لینے کا الزام تھا، ان کی خلاف کی گئی انکوائری اور حاصل ہونے والے شواہد ناکافی ہیں، ایف آئی اے، کئی اہم سیاستدانوں کو ریلیف ملنے کا امکان 31/دسمبر: پاکستان: نیب نواز شریف کے خلاف جرم ثابت نہیں کرسکا، فلیگ شپ ریفرنس پر تفصیلی فیصلہ جاری، فلیگ شپ ریفرنس کا کیس ثابت نہیں ہوا، نیب کی طرف سے پیش کی گئی دستاویزات نامکمل ہیں، احتساب عدالت، بریت کا فیصلہ 80 سے زاید صفحات پر مشتمل یکم/جنوری: پاکستان: پٹرول 4.86 روپے، ڈیزل 4.26 روپے لیٹر سستا سال 2018 مہنگائی کا نیا طوفان دے کر رخصت، روپے کی بے قدری عروج پر، روزمرہ کی اشیاء، پٹرولیم مصنوعات، بجلی، گیس مہنگی ہونے سے افراطِ زر چار سال کی بلند ترین سطح پر جا پہنچی، ڈالر 139 روپے تک جا پہنچا،

جو کہ گزشتہ سال کے شروع میں 105 روپے کا تھا ✍ 2/ جنوری: پاکستان: پاکستان اور بھارت کے درمیان جوہری تنصیبات، قیدیوں کی فہرستوں کا تبادلہ، فہرستیں ایک دوسرے کے ہائی کمیشن حکام کو فراہم کردیں، جوہری تنصیبات کی فہرست کا سالانہ تبادلہ 31 دسمبر 1998 کے معاہدے کے تحت کیا گیا، ہر سال یکم جنوری کو فہرستوں کا تبادلہ ہوتا ہے ✍ 3/ جنوری: پاکستان: جسٹس آصف سعید کھوسہ نئے چیف جسٹس مقرر، 18 جنوری کو حلف اٹھائیں گے، صدرِ مملکت کی منظوری کے بعد نوٹیفکیشن جاری کردیا گیا، چیف جسٹس ثاقب نثار 17 جنوری کو ریٹائر ہوں گے ✍ 4/ جنوری: پاکستان: چین نے پاکستان کو اقتصادی پیکج دینے کی تصدیق کردی، پاکستان کے کم ہوتے زرمبادلہ کے ذخائر کو بڑھانے کے لیے مدد کررہے ہیں، ترجمان چینی محکمہ خارجہ ✍ افغانستان کا نام ویزہ آن ارائیول کی فہرست سے خارج، افغان شہریوں کی پاکستان میں آزادانہ نقل وحرکت پر پابندی عاید کردی گئی، افغان شہریوں کو ایئر پورٹ پر ویزا کے اجرا کا عمل بھی روک دیا گیا، ڈائریکٹر امیگریشن عصمت اللہ جونیجو ✍ 5/ جنوری: پاکستان: سپریم کورٹ، پرویز مشرف اور زرداری کے خلاف این آر او کیس ختم ✍ 6/ جنوری: پاکستان: تھر میں بھوک افلاس کے ڈیرے برقرار، مزید 3 بچے چل بسے پاکستان ریلوے: 75 سالہ بزرگ ٹرین پر مفت سفر کریں گے، ڈیم فیس بھی نہیں لی جائے گی، نوٹیفکیشن جاری ✍ 7/ جنوری: پاکستان: ملک میں شدید سردی، مری سمیت بالائی علاقوں میں طوفانی برفباری، نظامِ زندگی منجمد، راستے بند ✍ 8/ جنوری: پاکستان: ایڈز کنٹرول، سرنج کی خرید وفروخت ریگولیٹ کرنے کا فیصلہ، 23 سال تک عمر کے افراد کو سرنج بیچنے پر پابندی، حکومت ایس او پی جاری کرے گی ✍ 9/ جنوری: پاکستان: ملک بھر میں شدید سردی اور دھند کا سلسلہ، دھند کے باعث ٹرین آپریشن بھی متاثر رہا ✍ 10/ جنوری: سڈنی: فنانشل ایکشن ٹاسک فورس (ایف اے ٹی ایف) کا اجلاس، پاکستان کے عملدر آمد اقدامات پر پہلی مرتبہ اظہارِ اطمینان ✍ 11/ جنوری: پاکستان: پاک فوج کی فضائی دفاع کی صلاحیت میں اہم اضافہ، ایئر ڈیفنس ویپن سسٹم ایل وائی 80 کی کامیاب فائر پاور، آرمی چیف اور ایئر چیف کا مشاہدہ، قوم کو مبارکباد ✍ 12/ جنوری: پاکستان: سپریم کورٹ: انڈسٹری کے لیے زیرِ زمین پانی کے استعمال پر ایک روپیہ فی لٹر قیمت عائد، اصغر خان کیس بند نہ کرنے کا فیصلہ ✍ ڈالر، بجلی اور گیس قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے دوائیں 15 فیصد تک مہنگی، ڈریپ، ✍ 13/ جنوری: پاکستان: ممتاز عالمِ دین اور روحانی شخصیت مولانا حمد اللہ جان ڈاگئی انتقال کرگئے، 1914ء میں ڈاگئی ضلع صوابی میں پیدا ہوئے، دارالعلوم دیو بند مظاہر العلوم سہارنپور سے علم حاصل کیا، 105 سال عمر تھی ✍ 14/ جنوری: امریکہ: امریکی

ریاستوں میں شدید برف باری، ٹریفک حادثات میں 10افراد ہلاک، کئی شہروں میں برف باری کا100سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا، 700کے قریب حادثات ہوئے ﷺ 15/جنوری: پاکستان: ایون فیلڈ ریفرنس، سپریم کورٹ نے شریف فیملی کی سزا معطلی کے خلاف، نیب اپیل خارج کردی ﷺ 16/جنوری: پاکستان: اقتصادی رابطہ کمیٹی، درآمدی کپاس پرٹیکس اور ڈیوٹی ختم کرنے کا فیصلہ، اطلاق یکم فروری سے 30جون تک ہوگا، نئی اور استعمال شدہ گاڑیوں پرٹیکسوں اور ڈیوٹی ادائیگی کی بھی منظوری ﷺ 17/جنوری: پاکستان: سپریم کورٹ، ملک بھر میں پنچایت اور جرگہ سسٹم غیر آئینی قرار، خاتمے کے لیے 6ماہ کی مہلت، حکومت ثالثی اور عدالتی نظام لائے، تحریری فیصلہ جاری ﷺ 18/جنوری: پاکستان: پرائیویٹ سکولوں کی 5ہزار سے زائد فیسوں میں 20فیصد کمی کا تحریری آرڈر جاری، سپریم کورٹ ﷺ 19/جنوری: پاکستان: سپریم کورٹ، چیف جسٹس ثاقب نثار ریٹائر، نئے چیف جسٹس جسٹس آصف کھوسہ نے حلف اٹھالیا، پہلے روز3مقدمات سنے، سپریم کورٹ پہنچنے پر گارڈ آف آنر پیش۔

Awami Poultry

پروپرائیٹر: پرویز اعوان

Hole sale center

عوامی پولٹری ہول سیل سینٹر

ہمارے ہاں مرغی کا مکمل سپئیر پارٹس دستیاب ہے، مثلاً گردن، پوٹا کلیجی، وینگ، لیگ پیس اور بون لیس وغیرہ دستیاب ہیں

تھوک و پرچون ہول سیل ڈیلر

نیز شادی بیاہ میں مال منڈی ریٹ پر دستیاب ہے

مین روڈ، رتہ امرال، راولپنڈی 0336-5478516 0321-5055398

لذیذہ مرغ پلاؤ®

Laziza Murgh Pulao®

Laziza Murgh Pulao®
لذیذہ مرغ پلاؤ®

Murgh Pulao
Pulao Kabab

برانچ:
چوک آفندی کالونی، صادق آباد، راولپنڈی
051-8489611
0300-9877045

برانچ: النور پلازہ، نزد شیل پٹرول پمپ، مین اڈیالہ روڈ، راولپنڈی
051-8772884 0334-8082229
برانچ: جامع مسجد روڈ، پل شاہ نذر، راولپنڈی

إِنَّ أَفْضَلَ مَا تَدَاوَيْتُمْ بِهِ الْحِجَامَةُ، أَوْ إِنَّ مِنْ أَمْثَلِ دَوَائِكُمُ الْحِجَامَةَ (ترمذی)

ترجمہ: تم جس چیز سے (بیماریوں کی) دواء وعلاج کرتے ہو، اُس میں افضل چیز حجامہ ہے، یا یہ فرمایا کہ تمہاری دواؤں میں سب سے بہتر دواء حجامہ ہے (ترمذی، بخاری، مسلم)

سنت بھی علاج بھی

الحجامہ کلینک

ان بیماریوں کا بہترین علاج

پچھنے لگوانے میں روحانی وجسمانی دونوں بیماریوں کی شفا ہے

جسم کا درد — ڈپریشن — ہائی بلڈ پریشر — عرق النساء — بواسیر

موٹاپا — گھنٹیا — یرقان — دردِ شقیقہ — بانجھ پن

ہارمونز کا مسئلہ — یورک ایسڈ — معدہ — شوگر — جوڑوں کا درد

جسم کا سُن ہوجانا — کولیسٹرول — اس کے علاوہ 72 بیماریوں کا علاج

علاج برائے خواتین

مسز عمران رشید (Cupping Therapist)

Diploma Holded of Cupping Therapy(Hijamah)

Executive Member : Hijamh Aps Fourm

مکان نمبرNE-786، ڈاک خانہ ٹیوب ویل والی گلی نمبر4، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی۔

فون نمبر: 0321-5349001-0331-5534900

علاج برائے مرد حضرات

شہریار صاحب

فیز8، بحریہ ٹاؤن، راولپنڈی فون 0313-9524191

زیرِ انتظام

عمران رشید، ڈھوک فرمان علی، راولپنڈی ۔فون 0333-5187568

Shaikh Ahsan
0314-5165152

Shaikh M. Usman
0321-5593837

Classic Electronics

Deals in :Computer Networking,
Cable & Accessories

TP-LINK
The Reliable Choice
Authorized Dealer in Pakistan

CISCO
UBIQUITI NETWORKS
D-Link Building Networks for People
Baynet Advance Network Products
MikroTik
netis
Tenda
BAYLAN
TOTO LINK
The Smartest Network Device

Shop # 3,G/F, TM Plaza
D.A.V. College Road,Rawalpindi
Tell: 051-5775571-2. Cell: 0314-5165152

مدیر: باباجی عبدالشکور

راولپنڈی کا سب سے بڑا اور پرانا کتب خانہ

کتب خانہ رشیدیہ

ہمارے ہاں ہر قسم کی دینی کتب

- قرآن پاک تفاسیر
- احادیث فقہ
- تاریخ اصلاحی کتب
- درسی کتب اور شروحات
- اور بیروت کی کتب

دستیاب ہیں

کتب خانہ اپنی پرانی جگہ (دارالعلوم تعلیم القرآن، مدینہ مارکیٹ) منتقل ہوگیا ہے

راجہ بازار مدینہ مارکیٹ راولپنڈی

فون: 051-5771798 0321-5879002